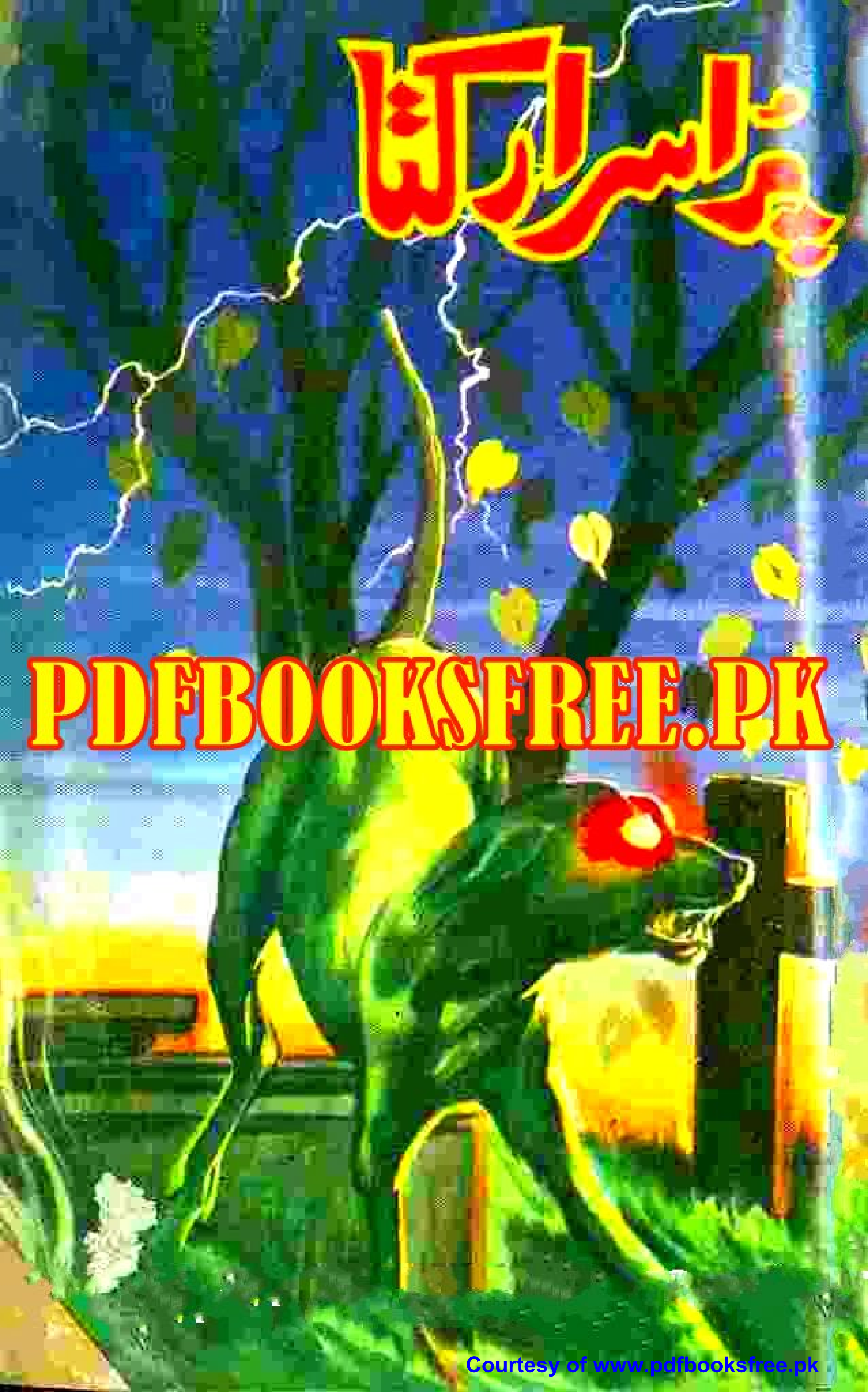

PDFBOOKSFREE.PK
Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

جملہ حقوق محفوظ

پریس ـــــــــ نیو گزاز پریس، کراچی
قیمت ـــــــــ ۱۲ روپے

ڈاکٹر احسان فاروقی ملک کے مانے ہوئے سائنسدانوں میں سے ایک تھا۔ اس نے بڑے بڑے سائنسی تجربات کیئے تھے۔ اور اس کی بہت شہرت تھی۔ سائنسداں ہونے کے ساتھ ساتھ وہ ڈاکٹر بھی تھا اور سرجری میں کمال رکھتا تھا۔

اس وقت وہ اپنی تجربے گاہ میں تھا۔ آج کافی دیر تک کام کرتے کرتے وہ تھک گیا تھا۔ اس لیئے تجربے گاہ کے بیرونی کمرے میں آ بیٹھا تھا۔ اس کی آنکھوں میں گہری سوچ کے آثار تھے۔ شاید وہ کسی فارمولے پر غور کر رہا تھا۔ اس سے کچھ فاصلے پر اس کا کتا بیٹھا ہوا تھا۔

یہ کتا افریقی جنگلی نسل کا تھا۔ ایک بار ڈاکٹر فاروقی افریقہ گیا تھا۔ وہاں سے اس نے یہ چھوٹا سا بچہ ایک افریقی سے خریدا تھا۔ اور پھر اسے

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

اپنے ساتھ لے آیا تھا۔

کتا اپنے مالک سے بے پناہ محبت کرتا تھا۔ اور پھر ایسے قد و قامت کے کتے کم ہوتے ہیں۔ وہ ایک بڑے بچھڑے کے برابر تھا اور اتنا ہی تندرست تھا اسے دیکھ کر خوف محسوس ہوتا تھا۔

کتا ہر وقت ڈاکٹر فاروقی کی تجربہ گاہ میں ہی رہتا تھا۔ اس وقت بھی وہ ایک کونے میں بیٹھا اونگھ رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہ بھی کسی فارمولے میں الجھا ہوا تھا۔ ممکن ہے غور کر رہا ہو کہ گوشت کونسے جانور کا اچھا ہوتا ہے۔ یا پھر شکار کے وقت پیشاب کیوں لگنے لگتا ہے۔

ڈاکٹر فاروقی نے برابر کی میز پر رکھا ہوا پائپ اٹھایا۔ اور اس میں تمباکو جما کر اسے سلگانے لگا۔ دفعتاً اس کی نگاہ کتے کی طرف اٹھ گئی کتے نے دونوں کان کھڑے کر لیے تھے۔

ایسا اس وقت ہوتا تھا جب کتا کوئی خاص بات محسوس کرتا ہو لیکن فاروقی نے اسے اہمیت نہیں دی۔ ممکن ہے اسے پائپ اٹھاتے دیکھ کر کتا چونکا ہو۔ لیکن جب ڈاکٹر فاروقی پائپ سلگا رہا تھا تو ایک بار پھر اس کی نگاہ۔ کتے کی طرف اٹھ گئی۔

کتا کچھ بے چین نظر آرہا تھا۔ وہ تھوتھنی اٹھا کر چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ پھر وہ جلدی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"گریسی۔ کیا بات ہے؟" ڈاکٹر فاروقی نے کہا۔ لیکن کتا اردو نہیں بول سکتا تھا۔ البتہ اس کی پریشانی دیکھ کر ڈاکٹر فاروقی نے پائپ رکھ دیا۔

دور دور تک کسی کے قدموں کی چاپ بھی نہیں تھی۔ کوئی اور آواز بھی نہیں تھی پھر اس کتے کو کیا ہوا۔ ایک بار پھر اس نے کتے کو آواز دی۔

"گریسی!"

"کیا مصیبت نازل ہوئی ہے تم پر؟" لیکن کتے نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی وہ کھلے ہوئے بڑے دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا اور منہ اٹھا اٹھا کر سونگھ رہا تھا۔ پھر اس کے حلق سے غراہٹیں نکلنے لگیں۔

گریسی پاگل ہو گئے ہو کیا دور دور تک کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی اور تم غرا رہے ہو۔ ڈاکٹر فاروقی نے پھر کہا لیکن کتا بری طرح غرا رہا تھا وہ بہت بے چین نظر آرہا تھا۔ دفعتاً اس نے ایک چھلانگ لگائی اور یوں محسوس ہوا جیسے وہ کسی پر جا گرا ہو۔ گریسی بہت بردبار کتا تھا کبھی بھی اس نے کوئی احمقانہ حرکت نہیں کی تھی۔ لیکن اس کی چالاکی پر ڈاکٹر فاروقی کو اعتماد تھا وہ جانتا تھا کہ گریسی کوئی ایسی حرکت نہیں کر سکتا جو بے مقصد ہو اس کی چھلانگ بھی ڈاکٹر فاروقی کے لیے تعجب خیز تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ گریسی نے کس پر چھلانگ لگائی ہے۔ جس جگہ گریسی جا کر گرا تھا وہیں کھڑے ہو کر ایک بار پھر وہ چاروں طرف دیکھنے لگا۔ یوں لگتا تھا جیسے اس نے کسی نظر آنے والی شے پر چھلانگ لگائی ہو لیکن وہ شے اپنی جگہ سے ہٹ گئی ہو گریسی ایکبار پھر ادھر ادھر دیکھ رہا تھا پھر اس کی نگاہ ایک دیوار پر پڑی اور ایکبار پھر وہ خوفناک غراہٹ کے ساتھ دیوار کی طرف جھپٹا۔ ڈاکٹر فاروقی کو کوئی چیز نظر نہیں آئی بس یونہی وہم سا ہوا تھا انہیں ایسا لگا جیسے کوئی

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

انسانی خاکہ جو کسی نے کسی چمکدار پینسل سے بنا دیا ہو اپنی جگہ سے ہٹتا ہو۔

لیکن یہ کوئی قابلِ یقین بات نہیں تھی۔ یہ صرف اس کی نگاہ کا دھوکہ تھا جو اچانک ہو جایا کرتا ہے لیکن گریسی دیوانہ ہو رہا تھا وہ دیوار کی طرف کھینچا پھر اس نے رخ بدلا پھر دوسری طرف رخ بدلا اور دفعتاً اس کے حلق سے زوردار آواز نکل گئی یہ آواز ایسی ہی تھی جیسے شکار پر حملہ آور ہونے کے بعد حلق سے نکلتی ہے دوسرے ہی لمحے ڈاکٹر فاروقی نے ایک عجیب و غریب منظر دیکھا گریسی اچھل کر پیچھے گرا تھا۔ نیچے گرتے ہی وہ پھر سنبھلا اور پھر اسی طرح کسی غیر مرئی شئے پر حملہ آور ہو گیا۔ جیسے اس نے باقاعدہ کسی شئے کو دیکھ لیا ہو تعجب کی بات یہ تھی کہ اس کا مدِ مقابل کوئی نظر نہیں آ رہا تھا لیکن اس کی حالت سے یہ پتہ چلتا تھا جیسے وہ کسی سے باقاعدہ جنگ کر رہا ہو دو تین بار اس کے حلق سے ایسی آوازیں بھی نکلیں تھیں جو چوٹ کھانے سے نکلتی ہیں۔ تین چار بار وہ بری طرح گرا بھی تھا اس کے بعد وہ اس طرح زمین پر گر پڑا اور دولتی چلانے لگا جیسے کسی کو بھنبھوڑ رہا ہو ڈاکٹر فاروقی متحیرانہ انداز میں اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا تھا وہ اس کتے کی دیوانگی کو دیکھ رہا تھا۔

یہ دیوانگی ہرگز نہیں تھی بلکہ یوں ہی محسوس ہو رہا تھا۔ جیسے کتا کسی سے باقاعدہ نبرد آزما ہے۔ فاروقی کی نگاہیں کتے پر لگی ہوئی تھیں دلچسپ بات یہ تھی کہ کتا بھی چلا رہا تھا اور پاؤں بھی چلا رہا تھا لیکن اس کا منہ اس طرح اوپر اٹھا ہوا تھا جیسے کسی نے اس کی گردن میں ہاتھ

ڈال رکھا ہو اور اسے جبڑے کھولنے کی مہلت نہ دے رہا ہو۔ یقیناً کوئی بہت ہی اہم بات تھی دفعتاً ایک بار پھر کتے نے دو قلا بازیاں کھائیں اور دور جا گرا یوں لگا تھا جیسے اس کی پیشانی پر گھونسہ مارا گیا ہو۔

"کون ہے۔ کون ہے۔ کیا مصیبت ہے" ڈاکٹر فاروقی دھاڑا لیکن کوئی ہوتا تو جواب دیتا یہاں تو صرف گریسی تھا جو زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہا تھا۔ ایک بار پھر اپنی جگہ سے اٹھ کر وہ حملہ آور ہوا لیکن ڈاکٹر فاروقی نے اس کی گردن ٹیڑھی ہوتے ہوئے دیکھی اس کے بدن کو اس طرح جھٹکا لگا تھا جیسے اس کے سینے پر کسی کی لات پڑی ہو۔ اس بار وہ کئی فٹ اونچا اچھلا تھا گریسی اگر خود بھی اس طرح اچھلنے کی کوشش کرتا تو اس کے ہاتھ پاؤں اسی پوزیشن میں نہ ہوتے جس میں وہ نظر آ رہے تھے۔ یقیناً اس کے سینے پر زبردست لات پڑی تھی۔ اب تو ڈاکٹر فاروقی کے رونگٹے کھڑے ہونے لگے اسے یقین ہو گیا کہ کوئی غیر مرئی شئے یہاں موجود ضرور ہے کون ہے۔ کون ہے وہ۔ کون ہے وہ۔

"کون ہو تم" اس نے خوفزدہ لہجے میں پکارا۔ لیکن گریسی اب بھی مسلسل جنگ کر رہا تھا۔ ایک بار پھر وہ اپنی جگہ سے اچھلا اور پوری قوت سے دیوار سے جا ٹکرایا اس نے اپنے آپ کو سنبھال کر ایک بار پھر جنگ کے لیے تیار کیا تھا۔ لیکن ڈاکٹر فاروقی نے دیکھا کہ اب وہ دیوار کے پاس سے نہیں ہٹ سکا بلکہ دیوار کے قریب ہی کوئی اسے بری طرح رگید رہا تھا۔ ڈاکٹر فاروقی نے اپنی تجربہ گاہ سے نکل کر بھاگنا

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

چاہا لیکن اس کے قدم من من بھر کے ہو گئے تھے۔ بات اس کی سمجھ ہی میں نہیں آئی تھی کتا کسی سے جنگ کر رہا تھا کوئی تو اسے نظر آتا یوں لگتا تھا جیسے وہ کسی ٹھوس انسان سے لڑ رہا ہو یا اس کے مدِمقابل ایسا جانور ہو جو نظر نہ آ رہا ہو۔ ڈاکٹر فاروقی نے لاکھ کوشش کی اسے دیکھنے کی جس سے کتا جنگ کر رہا تھا لیکن دفعتاً اس نے محسوس کیا جیسے گریسی کی قوتِ مدافعت اب کم ہوتی جا رہی ہو اس کے ہاتھ پاؤں ٹھٹکنے لگے تھے اور وہ پوری طرح کھڑا نہیں ہونے پا رہا تھا۔ اس کی گردن اوپر اٹھی ہوئی تھی اور اس طرح کھنچی ہوئی تھی۔ جیسے کوئی اس کی گردن دبا رہا تھا ڈاکٹر فاروقی سخت متوحش ہو گیا اس نے حلق پھاڑ کر کسی کو پکارنے کی کوشش کی لیکن اس کے حلق سے آواز بھی نہ نکل سکی کچھ ایسا ہی خوف کا غلبہ اس کے اوپر طاری ہو گیا تھا۔

پھر آہستہ آہستہ گریسی کی غراہٹیں مدھم ہونے لگیں اور چند لمحات کے بعد وہ زمین پر لمبا لمبا لیٹ گیا اب اس کی سانس کی آمدورفت بھی بند ہو گئی تھی۔ کیا گریسی مر گیا ڈاکٹر فاروقی نے سوچا اور اس کے حلق سے ایک وحشت زدہ سی آواز نکل گئی۔

اسے یوں ہی محسوس ہوا تھا جیسے واقعی گریسی مر گیا ہو بچپن سے اس نے اس کتے کو پالا تھا اب تک اس کی قوت خوف کی وجہ سے ختم تھی لیکن گریسی کی موت کا احساس ہوتے ہی اس کے بدن میں گویا نئی زندگی اُمڈ گئی وہ بری طرح گریسی کی طرف لپکا اور اس کے قریب پہنچ گیا گریسی واقعی مر

چکا تھا۔

"گریسی آہ گریسی۔ کس نے مارا ہے اُسے"۔ "کس نے مارا ہے" یہ ڈاکٹر فاروقی کے حلق سے غم زدہ سی آواز نکلی اور اسی وقت اس کی پشت پر کسی کا ہاتھ محسوس ہوا وہ اچھل کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔

"کون ہو تم۔ کون ہو"؟

"ڈاکٹر احسان فاروقی ہوش میں آؤ میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں"۔

"کون ہو تم۔ کون ہو تم نے میرے کتے کو مار ڈالا" ڈاکٹر احسان فاروقی گلوگیر لہجے میں بولا۔

"مجبوری تھی وہ خود ہی مجھ پر حملہ آور ہوا تھا ورنہ میں یہاں کسی ایسے کام کے لیے نہیں آیا تھا" پراسرار نادیدہ آواز ابھری اور ڈاکٹر احسان فاروقی خلاء میں گھورنے لگا اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ کیا وجود ہے۔ جو نظر ہی نہیں آ رہا وہ پریشان نگاہوں سے ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا اس کی پشت سے ہاتھ ہٹ چکا تھا لیکن صورتحال اس کی سمجھ میں نہیں آئی۔

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

جاسوس اینڈ کمپنی کی میٹنگیں روزانہ ہوتی تھیں۔ ابھی تک انسپکٹر خادم نے ان سے رابطہ قائم نہیں کیا تھا، تینوں اس انتظار میں تھے کہ انسپکٹر خادم کی طرف سے کوئی اطلاع ملے تو وہ اپنی جاسوسی کا چرخہ چلائیں۔ لیکن انہیں مایوسی ہوئی تھی اور اس کی وجہ بھی یہی تھی کہ خود انسپکٹر خادم بھی ابھی تک اپنی کوششوں میں ناکام رہا تھا اور اس پراسرار انسان کا پتہ نہیں چلا سکا تھا۔ چنانچہ آج بھی جاوید نے اپنے گھر کے پائیں باغ میں یہ چھوٹی سی میٹنگ رکھی تھی۔

"یہ تو کوئی بات نہیں ہوئی" دوستو، خوفناک انسان ابھی تک گرفتار بھی نہیں ہوا، اس کے بارے میں پتہ بھی نہیں چل سکا کہ وہ کون ہے اور ہم اسی طرح خاموش بیٹھے ہوئے ہیں" جاوید نے گفتگو کی ابتدا کی

"یوں لگتا ہے کہ انکل خادم یعنی ہمارے چچا جان بھی ابھی تک آنکھ مچولی ہی کھیل رہے ہیں، وہ خوفناک انسان ابھی تک ان کے ہاتھ نہیں آیا" اور نہ ہی انہیں کچھ معلومات حاصل ہوئیں اس سلسلے میں"

"پھر کیا ارادہ ہے"؟

"ارادہ کیا ہے۔ ہمارا بس چلے تو ہم آج ہی اسے پکڑ کر قانون کے حوالے کریں"

"تمہاری بس کے ٹائر خراب ہو گئے ہیں" جاوید نے ساجد سے کہا اسی لیئے وہ چلتی نہیں ہے"

"یہ بات نہیں ہے چیف"

"پھر کیا بات ہے آخر"؟

"چیف بس چلاؤ تو چلتی ہے، خود اسٹارٹ نہیں ہوتی گھر میں بیٹھے بیٹھے ہر کام تھوڑی ہو جاتا ہے" ساجد نے برجستہ کہا۔

"تو بھائی آخر اس بس کو کیسے چلایا جائے"؟

"اب انکل خادم کا انتظار تو بے کار ہے۔ بہتر یہ ہے کہ ہم خود اپنے طور پر کام کریں"

"مثلاً کیسے کام کرو گے"؟

"یہ پتہ چلنا چاہیئے کہ خوفناک انسان کون کون سے علاقوں میں جاتا ہے"

"اب یہ کیسے پتہ چل سکتا ہے، وہ عمارت بھی اس نے چھوڑ دی

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

ہوگی جو ہم نے دیکھی تھی، کیوں کہ انکل خادم نے اس پر پولیس کا پہرہ بیٹھا دیا ہے۔"

"وہ تو صحیح ہے، پھر کیا کیا جائے؟"

"بس تلاش۔"

"لیکن کہاں؟"

"سڑکوں پر گلیوں میں بازاروں میں، ویرانوں میں۔ تلاش تلاش اور صرف تلاش۔" اسلم نے جواب دیا۔

"تو ٹھیک ہے آج ہی سے ہم اس کاروائی کا آغاز کیے دیتے ہیں" جاوید نے کہا اور تینوں تیار ہو گئے۔

بودم بے چارہ تو ہر خدمت کے لیے تیار رہتا تھا ہی، محمود علی صاحب اپنے کاروبار میں پھنسے ہوئے تھے۔ اس لیے ان بچوں کو آزادی تھی۔ اسکول سے واپسی کے بعد یہ بات طے ہو گئی کہ آج سے خوفناک انسان کی تلاش شروع کر دی جائے گی۔

چنانچہ شام کو پانچ بجے وہ تینوں اپنی کار میں بیٹھ کر نکل گئے بودم گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔ گھر سے کچھ فاصلے پر آنے کے بعد اس نے پوچھا۔

"کہاں چلوں صاحب؟"

"بس یونہی سیر کراؤ ہمیں، لیکن ذرا ویران علاقوں کی"؛ جاوید نے جواب دیا اور بودم نے گردن ہلا دی۔

تھوڑی دیر کے بعد وہ سڑکوں پر آوارہ گردی کر رہے تھے شام ڈھلتی چلی آ رہی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد سڑکوں پر اندھیرا پھیل گیا۔ اس وقت وہ ایک نواحی بستی کے علاقے سے گزر رہے تھے۔ دور دور تک سناٹا چھایا ہوا تھا۔ چھوٹے بڑے کچے پکے مکانات چاروں طرف بکھرے ہوئے تھے۔ ایک طرف ایک باغ لگا ہوا تھا۔ وہ آہستہ روی سے اپنی گاڑی میں بیٹھے چلے جا رہے تھے کہ دفعتاً جاوید چونک پڑا۔ اس نے بودم کے شانے پر ہاتھ رکھا اور بودم نے کار میں بریک لگا دیا۔

"کیا بات ہے صاحب؟"

"روشنی بند کر دو جلدی سے، روشنی بند کر دو" جاوید نے کہا اور بودم نے کار کی ہیڈ لائٹس بند کر دیں۔

"کیا بات ہے جاوید؟" اسلم نے پوچھا۔

"بات یہ ہے کہ میں نے ایک درخت سے ایک آدمی کو اترتے ہوئے دیکھا ہے۔"

"درخت سے آدمی کو اترتے ہوئے دیکھا ہے؟" اسلم نے پوچھا۔

"ہاں۔"

"نہیں یار بندر ہوگا۔" ساجد بولا۔

"بے وقوف آدمی بندر میری کار میں موجود ہے۔ وہ درخت پر کیسے پہنچ گیا" جاوید نے جھلا کر کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا تم اسلم کو بندر سمجھتے ہو" ساجد جلدی سے بولا۔

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

"جی نہیں، بندر کی شکل و صورت تو آپ کی ہے، اب فضول باتوں میں مت پڑو، دیکھو اس کو دیکھو وہ درختوں کی طرف جا رہا تھا۔" جاوید نے کہا اور تینوں دوست اُس طرف دیکھنے لگے۔

یہ حقیقت تھی، ایک پراسرار سا آدمی درختوں کے جھنڈ میں آگے بڑھ رہا تھا۔

"اب کیا کرنا ہے چیف؟"

"تعاقب۔ اس کا تعاقب کریں گے۔"

"تو پھر چلیں۔" اسلم نے کہا۔

"ہاں آؤ۔" وہ بولے "بودم تم کار کو ایک سائیڈ میں لگا کر روک دو اور ہمارا انتظار کرنا۔" جاوید نے حکم دیا اور بودم نے گردن ہلا دی۔

کار اس نے ایک طرف کر کے روک دی تھی۔ پھر وہ تینوں اس پراسرار آدمی کے پیچھے پیچھے چل پڑے۔ پراسرار انسان درختوں میں پتہ نہیں کہاں جا رہا تھا۔ وہ تینوں بڑی ہوشیاری سے اس کے پیچھے چلتے رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد پراسرار آدمی برگد کے ایک بوڑھے پیڑ کے نیچے رک گیا۔

یہ تینوں ایک اور درخت کے پیچھے چھپ گئے تھے، پھر جاوید ہی بولا۔

"میرا دعویٰ ہے کہ یہ وہی پراسرار آدمی ہے، آج ہی اپنی اصلی شکل میں آیا ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"دیکھتے نہیں، وہ اس وقت بالکل انسان معلوم ہو رہا ہے۔"

"معلوم تو ہو رہا ہے انسان، لیکن جب اُسے کھول کر دیکھو گے تو بیٹیوں کے ڈھیر کے علاوہ کچھ نہیں نکلے گا۔" اسلم بولا۔

"آج کچھ بھی ہو جائے، ہم اسے گرفتار کرا کے مانیں گے۔" جاوید نے کہا۔

"کیسے کراؤ گے گرفتار؟"

"بس دیکھتے رہو، یہ کرتا کیا ہے۔" جاوید نے جواب دیا۔

پراسرار آدمی چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ پھر وہ درخت کے تنے کے نزدیک بیٹھ گیا، اب وہ درخت کے کھوکھلے تنے میں ہاتھ ڈال کر کچھ نکال رہا تھا۔ ان لوگوں نے دیکھا کہ اس آدمی نے درخت کے کھوکھلے تنے سے کوئی چیز نکالی اور اسے اپنے لباس میں چھپا لیا تھا۔

"ہوں تو یہ معاملہ ہے۔ یہ خوفناک انسان یقیناً کوئی مجرمانہ کارروائی کر رہا ہے، دوستو ہمیں اس کا پیچھا نہیں چھوڑنا چاہیے۔" جاوید بولا۔

"نہیں چھوڑیں گے۔" اسلم نے جواب دیا۔ اور تینوں خاموشی سے سانس روکے ہوئے اس آدمی کی دوسری حرکت کا انتظار کرنے لگے۔

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

تھوڑی دیر کے بعد وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور اس بار پھر واپسی کے لیے چل پڑا۔ لیکن اب اس کا رخ درختوں کی اندرونی سمت کی طرف نہیں بلکہ باہر کی سمت کی طرف تھا۔

تینوں بڑی ہوشیاری سے اس کا تعاقب کرتے رہے، وہ درختوں کے جھنڈ سے باہر نکل آیا۔ اب وہ کچی بستی کے ایک مکان کی جانب جا رہا تھا۔

"ہم نے اس کی رہائشگاہ کا پتہ لگا لیا ہے، اب کیا کرنا چاہیے۔"

"کچھ نہیں۔ بس تم دیکھتے رہو کہ وہ کرتا کیا ہے۔" جاوید نے حکم دیا اور دونوں دوست خاموش ہو گئے۔ تینوں اس آدمی کا تعاقب کرتے کرتے اس مکان تک پہنچ گئے، جو تاریکی میں ایک طرف کھڑا نظر آ رہا تھا۔

پراسرار آدمی نے مکان کے دروازے کا تالا کھولا اور اندر چلا گیا۔

"ہوں، یہ اس کی رہائش گاہ ہے۔" جاوید بولا۔ اور پھر سوچنے لگا۔

"اب دوستو تم میں ایک آدمی کو ہمت کر کے بودم تک جانا ہے۔"

"چلے جائیں گے۔ مگر وہاں جا کر کیا کرنا ہے۔" اسلم بولا۔

"بودم کے ساتھ کار میں بیٹھ کر جاؤ۔ وہاں کوئی ٹیلی فون تلاش کرو اور وہاں سے کسی پولیس اسٹیشن سے رابطہ قائم کر کے کسی

پولیس آفیسر کو یا بہت سے پولیس والوں کو بلوا لو۔ آج ہم اس خوفناک انسان کو گرفتار کرائے بغیر باز نہیں آئیں گے۔" جاوید نے کہا۔

اسلم بودم کے پاس جانے کے لیے تیار ہو گیا۔ تینوں ہی بچے دلیر اور بہادر تھے حالانکہ رات کا ہولناک سناٹا چاروں طرف پھیل چکا تھا۔ مگر انہیں اس کی پرواہ نہیں تھی۔

اسلم اپنے مشن کی طرف چل پڑا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ بودم کے پاس پہنچ گیا۔ بودم کے پاس پہنچنے کے بعد اس نے بودم کو صورتِ حال بتائی اور بودم نے گردن ہلا دی۔ اسلم واپس چل پڑا۔

کافی دور چلنے کے بعد اسے ایک پیٹرول پمپ نظر آیا یہاں پہنچ کر اس نے پیٹرول پمپ کے مالک سے ایک فون کرنے کی اجازت مانگی۔

"ایک روپیہ ہو گا بابو صاحب، فون کر لو۔"

"ہاں ہاں کوئی حرج نہیں ہے، لو یہ ایک روپیہ۔" اسلم نے کہا اور روپیہ نکال کر پیٹرول پمپ پر کام کرنے والے کو دے دیا۔ دراصل وہ پیٹرول پمپ کا مالک نہیں بلکہ ملازم تھا۔ پھر اسلم نے پولیس اسٹیشن کے نمبر ڈائل کیے اور ریسیور کان سے لگا لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد دوسری طرف سے آواز آئی۔

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

"پولیس اسٹیشن"

"کیا انسپکٹر خادم صاحب سے ملاقات ہو سکتی ہے؟"

"انسپکٹر خادم اس پولیس اسٹیشن میں نہیں ہوتے وہ دوسرے علاقے میں ہیں۔ تم وہاں ٹیلی فون کر لو"

"آپ کون صاحب بول رہے ہیں؟"

"میں پولیس آفیسر ہوں"

"ہم اس خطرناک انسان کو گرفتار کرانا چاہتے ہیں جو قتل کی کئی وارداتیں کر چکا ہے"

"کون ہو تم؟"

"میرا نام اسلم ہے، میں جاسوس اینڈ کمپنی کا ایک رکن ہوں"

"کیا" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"جی ہاں۔ آپ میری بات کو مذاق نہ سمجھیں۔ اور جلدی سے آجایئے"

"کہاں آجاؤں؟"

"ٹھہریئے ایک منٹ۔ میں ایک پیٹرول پمپ سے فون کر رہا ہوں۔ ابھی میں اس سے معلوم کر کے آپ کو یہ بتاتا ہوں کہ آپ کو کہاں پہنچنا ہے" اسلم نے کہا۔

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے، میں انتظار کر رہا ہوں، تم جلدی سے

مجھے جگہ کے بارے میں بتاؤ۔ لیکن سوچ لو، پولیس کو بے وقوف بنانے کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا۔"

"نہیں جناب ہم ان بچوں میں سے نہیں۔ جو غلط قسم کی حرکتیں کر کے اپنے بڑوں کو پریشان کرتے ہیں، براہ کرم آپ تشریف لے آئیے آپ دیکھیں گے کہ میں نے آپ سے غلط نہیں کہا ہے"

"اچھی بات ہے۔ اچھا تو تم یہ تو بتاؤ مجھے کہ وہ علاقہ کونسا ہے"

"ایک منٹ" اسلم نے کہا اور ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ کر پیٹرول پمپ کے ملازم کی طرف دیکھنے لگا جو حیرت سے یہ باتیں سن رہا تھا۔ اسلم نے اس سے پوچھا۔

"یہ کون سا علاقہ ہے؟"

"جی یہ آدم کالونی کہلاتی ہے۔ آدم کالونی کا یہ پہلا ہی پیٹرول پمپ ہے۔ اس کے علاوہ یہاں اور کوئی پیٹرول پمپ نہیں ہے" ملازم نے جواب دیا۔

"شکریہ" اسلم نے کہا اور پولیس انسپکٹر کو آدم کالونی کے بارے میں بتانے لگا۔

"ٹھیک ہے تم پیٹرول پمپ پر ہی رہو۔ میں پہنچ رہا ہوں زیادہ سے زیادہ مجھے دس منٹ لگیں گے پہنچنے میں" پولیس انسپکٹر نے جواب دیا۔ اور اسلم خاموش ہو گیا۔

ندیم

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

پیٹرول پمپ کا ملازم کہنے لگا۔

"صاحب معاف کرنا۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ تم پولیس کو فون کر دو گے، لو اپنا روپیہ واپس لو۔"

"نہیں بھائی، میں نے ٹیلی فون کیا ہے، تم اپنا یہ روپیہ رکھو۔" اسلم نے کہا اور وہاں سے باہر نکل آیا۔ اب وہ بودم کے پاس کھڑے ہو کر پولیس انسپکٹر کا انتظار کر رہا تھا۔

تھوڑی دیر کے بعد اس نے ایک پولیس جیپ اس طرف آتے ہوئے دیکھی۔ پولیس جیپ میں ایک پولیس آفیسر اور چار کانسٹیبل موجود تھے۔ جیپ ان کی کار کے نزدیک پہنچ کر رک گئی۔

پولیس آفیسر نے کار میں جھانک کر دیکھا اور اسلم جلدی سے کار کا دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔

"کیا تم وہ ہی ہو، جس نے پولیس اسٹیشن ٹیلی فون کیا تھا؟" پولیس آفیسر نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"جی صاحب۔ میں ہی ہوں۔"

"انسپکٹر خادم کو تم کیسے جانتے ہو؟"

"وہ خوفناک انسان والے کیس پر کام کر رہے ہیں، ہم ان کے معاون ہیں۔"

"تم؟" انسپکٹر نے تعجب سے اُسے دیکھا۔

"جی ہاں۔"

"لیکن کیسے؟"

"ہماری ایک جاسوس اینڈ کمپنی ہے۔ ہم وہی ہیں جنہوں نے تھوڑے دن پہلے کچھ لوگوں کو گرفتار کرایا تھا۔"

"اوہو جاسوس اینڈ کمپنی۔ بھئی تمہارا نام تو میں سن چکا ہوں اب مجھے تم پر اعتبار آگیا ہے، جلدی چلو، کہاں چھپا ہوا ہے وہ خوفناک انسان۔ میں اس کی گرفتاری کے لیے بے چین ہوں۔" پولیس انسپکٹر نے کہا اور اسلم انہیں ساتھ لے کر چل پڑا۔ اسلم نے بودم سے کہا کہ وہ گاڑی لے کر اسی جگہ چلے، جہاں تھوڑی دیر پہلے وہ کھڑا ہوا تھا۔ خود اسلم پولیس آفیسر کی جیپ میں بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ اس مکان کے قریب پہنچ گئے جس میں وہ آدمی چھپا ہوا تھا۔

جاوید اور ساجد مکان کی نگرانی کر رہے تھے۔ وہ تاریکی میں چھپے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ بھی باہر نکل آئے، پولیس جیپ مکان سے کچھ فاصلے پر روک دی گئی اور پولیس والے خاموشی سے نیچے اتر آئے۔

ان لوگوں نے ان دونوں بچوں کو بھی دیکھا اور انسپکٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو اس طرح تین آدمیوں پر مشتمل ہے جاسوس اینڈ کمپنی؟"

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

"جی ہاں۔"

"اچھا بھئی اب ہمیں اس مکان کا پتہ بتاؤ جس میں تم نے اس خوفناک انسان کو چھپے ہوئے دیکھا ہے۔"

"جناب والا اس وقت دو اور آدمی اس کے پاس موجود ہیں۔"

"کیا مطلب۔"

"جی ہاں ابھی تھوڑی دیر پہلے وہ دونوں اندر گئے ہیں۔ جاوید نے جواب دیا۔

"تم یہ کیسے کہہ سکتے ہو کہ یہ وہی خوفناک انسان ہے۔" انسپکٹر نے پوچھا۔

"یہ تو ہم دعوے سے نہیں کہہ سکتے، لیکن ہم نے اسے ایک درخت سے اترتے ہوئے دیکھا تھا۔ پھر وہ کسی کھوکھلے تنے کی سے کچھ نکال کر لایا اور اس مکان میں چلا گیا۔ اس کا حلیہ ایسا ہی تھا کہ یوں محسوس ہوا جیسے یہ وہی خوفناک انسان ہو۔

"اچھا کوئی بات نہیں، چلو دیکھتے ہیں۔" انسپکٹر نے کہا اور سب آگے بڑھ گئے، تھوڑی دیر کے بعد انہوں نے مکان کو گھیرے میں لے لیا تھا۔

انسپکٹر نے تین آدمیوں کو مستعد کر کے مکان کے تین طرف

کھڑا کر دیا۔ پھر پستول ہاتھ میں لیا اور ایک کانسٹیبل کے ساتھ مکان کے دروازے پر پہنچ گیا۔

اس نے مکان کے دروازے پر دستک دی۔

ایک بار۔

دو بار۔

تیسری بار۔ اور جب اس نے چوتھی بار دستک دی تو اندر قدموں کی چاپ سنائی دی اور پھر ایک بھاری آواز ابھری۔

"کون ہے؟"

"دروازہ کھولو، ہم تمہارے دوست ہیں۔" انسپکٹر نے کہا اور چند لمحات کے بعد دروازہ کھل گیا۔ جونہی دروازہ کھلا انسپکٹر نے آگے بڑھ کر پستول دروازہ کھولنے والے کے سینے پر رکھ دیا۔ دروازہ کھولنے والا بری طرح اچھل پڑا تھا۔

"ارے ارے یہ کیا۔"

"پستول ہے یہ۔ تم نے ذرا بھی آواز نکالی تو اس میں سے نکلی ہوئی گولی تمہارے سینے کے پار ہو جائے گی۔"

"ارے باپ رے، مر گیا۔" وہ خوفزدہ لہجے میں بولا۔

"اندر کون کون ہے۔"

"وہ، وہ۔"

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

"ٹھیک ہے اندر جاؤ، کانسٹیبل تم اسے باندھ دو" انسپکٹر نے کانسٹیبل سے کہا۔ کانسٹیبل نے جلدی سے رسی نکال لی۔

"لائیے یہ کام ہم کیے دیتے ہیں" پیچھے سے جاوید بولا اور انسپکٹر چونک کر اسے دیکھنے لگا۔ تینوں اندر تھے۔

"ارے تم لوگ اندر آ گئے"۔

"جی ہاں"

"لیکن بیٹے اندر ہمارا مقابلہ بھی ہو سکتا ہے ان بدمعاشوں سے" انسپکٹر نے کہا۔

"کوئی بات نہیں جناب، ہم بھی اس مقابلے میں حصہ لیں گے" جاوید اکڑ کر بولا۔ اور انسپکٹر نے پولیس کانسٹیبل سے رسی لے کر ان تینوں کو دے دی۔ اسلم نے جلدی سے جھک کر اس شخص کی ٹانگوں میں ہاتھ ڈال دیئے اور وہ بری طرح نیچے گر پڑا۔ اس کے حلق سے ایک کراہ سی نکل گئی تھی۔

دوسرے لمحے وہ تینوں اس پر پل پڑے۔ انھوں نے اس کو بری طرح رسیوں سے جکڑ دیا تھا۔ انسپکٹر مسکراتے ہوئے ان کی یہ کاروائی دیکھ رہا تھا۔

پھر جاوید نے جیب سے رومال نکال اس کے منہ میں

ٹھونس دیا۔ اسلم کہنے لگا۔

"جناب میں اس کی نگرانی کر رہا ہوں آپ لوگ اندر جائیے۔"

"کہیں یہ نکل نہ بھاگے"۔ انسپکٹر بولا۔

"آپ فکر نہ کریں، میں اس کی فرشتوں کو بھی نہیں جانے دوں گا"۔ اسلم نے اپنا ایک پاؤں اس شخص کے سینے پر رکھ دیا اور ٹارزن کی طرح مکہ ہلانے لگا۔ باقی تمام لوگ اندر داخل ہو گئے تھے، تھوڑی دیر کے بعد وہ سب اندر پہنچ گئے۔

اندر دو آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے سامنے تاش کی گڈی رکھی ہوئی تھی۔ اور وہ تاش کھیل رہے تھے۔ انہیں دیکھتے ہی وہ اچھل پڑے۔ انہوں نے بھاگنے کی کوشش کی انسپکٹر کے ہاتھ میں دبے ہوئے پستول کو دیکھ کر ان کے حواس گم ہو گئے۔

اندر روشنی ہو رہی تھی۔ اس روشنی میں انسپکٹر نے ان کا چہرہ دیکھا اور پھر اس نے تحیر خیز انداز میں کہا۔

"او فقیرا تو"؟

"تو تم نے مجھے پہچان لیا" وہ شخص جس کا نام فقیرا لیا گیا تھا۔ انسپکٹر سے بولا۔

"ہاں میں نے تجھے اچھی طرح سے پہچان لیا ہے فقیرا آخر تو

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

مجھ سے بچ کر کہاں جا سکتا تھا۔ انسپکٹر بولا۔

"کیوں آئے ہو یہاں؟"

"تمہیں گرفتار کرنے۔" انسپکٹر نے جواب دیا، دونوں لڑکوں نے اس شخص کو پہچان لیا تھا۔ یہ وہی شخص تھا جسے ان لوگوں نے درخت کی جڑ میں سے کچھ نکال کر لاتے ہوئے دیکھا تھا۔

"تو تم نے مجھے گرفتار کر لیا ہے۔" فقیرا بولا۔

"ہاں بہت دن کے بعد تم ہاتھ آئے ہو، آج تم بچ کر نہیں جا سکتے۔"

"انسپکٹر میں بہت خطرناک آدمی ہوں، میری دشمنی اچھی نہیں ہوتی۔" فقیرا غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اور میرا نام بھی انسپکٹر رحیم ہے۔ سمجھے، میرے ہاتھوں سے تم زیادہ عرصے نہیں بچ سکتے تھے۔ اپنے آپ کو میرے حوالے کر دو ورنہ دونوں ٹانگیں توڑ دوں گا۔ انسپکٹر نے کہا اور ایک فائر فقیرا کی ٹانگوں کی طرف کر دیا۔ فقیرا نے جلدی سے دونوں ہاتھ اٹھا لیئے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد اس کے ہاتھوں میں بھی ہتھکڑیاں پڑ گئیں۔

انسپکٹر رحیم بہت خوش نظر آرہا تھا۔ اس نے جاوید اور ساجد کی طرف دیکھ کر کہا۔

"دوستو ان میں سے کوئی بھی وہ خوفناک انسان نہیں ہے

م سمجھ رہے تھے۔ لیکن اس آدمی کی پولیس کو چھ مہینے سے تلاش ں۔ یہ بڑا خطرناک اسمگلر ہے۔ افیون، کوکین چرس اور ہیروئن گل کرتا ہے۔ کئی بار پولیس کو جل دے کر بھاگ چکا ہے۔ دو یس والوں کو اس نے شدید زخمی کر دیا تھا۔ تمہاری مدد سے رفتار ہو گیا ہے۔ یہ معمولی بات نہیں ہے۔ جاسوس اینڈ کمپنی م اخبارات میں ضرور آئے گا۔ آج تم نے ایک ایسا کارنامہ ام دیا ہے۔ جس پر میں فخر سے پھولا نہیں سما رہا ہوں۔ آؤ ہم ان تینوں کو لے کر پولیس اسٹیشن چلیں۔

جاوید شانے ہلا کر رہ گیا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ س مکان سے واپس پلٹ رہے تھے۔ تھانے پہنچ کر انسپکٹر ان تینوں کو خوب شاباش دی اور کہا کہ کل کے اخبارات ں جب فقیرا کی گرفتاری کا ذکر آئے گا تو جاسوس اینڈ کمپنی ر بھی ہو گا۔ تم بچوں نے بڑی بہادری کے ساتھ ایک ے خطرناک مجرم کو گرفتار کرایا ہے جس کی پولیس کو عرصے ے تلاش تھی۔

جاوید شانے ہلا کر خاموش ہو گیا تھا۔ تھوڑی دیر کے د وہ وہاں سے واپس پلٹ پڑے۔

جب وہ اپنے گھر کی طرف جا رہے تھے تو خاصی رات ہو گئی جد جاوید نے راستے میں کہا۔

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

"دوستو ہم اس خوفناک انسان کو تو نہیں پکڑ سکے، لیکن یہ دوسرا خوفناک انسان بھی برا نہیں ہے۔ کل ہمارے نام اخبار میں چھپے ہوں گے۔ ویسے مجھے تو صرف ایک خطرہ ہے کہیں ابو صاحب میری حجامت نہ بنا دیں۔"

"کوئی بات نہیں ہے حجامت کے پیسے بچ جائیں گے۔ تم ایسے ہی مجرموں کو پکڑواتے رہا کرو تاکہ تمہارے بال گھر میں ہی کم ہوتے رہیں۔" ساجد ہنس کر بولا۔

"بکواس مت کرو، مجھے تو ڈر لگ رہا ہے، میرا خیال ہے میں انسپکٹر رحیم کو منع کر دوں کہ ہمارا نام اخبارات میں نہ آنے پائے۔" جاوید بولا۔

"ارے چھوڑو چھوڑو۔ لوگ تو ترستے ہیں اخباروں میں نام آنے کے لئے۔ اور تم نام آرہا ہے تو منع کرنے جا رہے ہو۔" اسلم نے کہا۔

"خیر جو ہوگا دیکھا جائے گا اللہ مالک ہے، آؤ اب میں تمہیں تمہارے گھر چھوڑ دوں۔ کل سے ہم اپنی اس جاسوسی کی مہم کا پھر سے آغاز کریں گے دیکھتے ہیں وہ خطرناک انسان کب تک ہمارے ہاتھ نہیں آتا۔" جاوید نے کہا۔

ساجد اور اسلم نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ ان واقعات کے بارے میں سوچ رہے تھے۔

"اب کیا سوچنے لگے تم؟" جاوید نے پوچھا۔

"کہیں گھر پر شامت نہ آئے۔" اسلم نے کہا۔

"کیوں؟"

"وقت بہت ہو گیا ہے۔ آج کل میری چیکنگ بھی ہو رہی ہے"

"کیسے جاسوس ہو یار۔ اتنی سی بات سے ڈرتے ہو۔ جاسوسی میں تو نہ جانے کیا کچھ کرنا پڑتا ہے۔ ساری دنیا میں بہادری دکھاتے ہو اور گھر پر۔"

جاوید کی بات پر اسلم خاموش ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جاوید نے انہیں ان کے گھروں پر اتار دیا تھا۔

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

احسان فاروقی کی حالت خراب تھی وہ خوفزدہ نگاہوں سے اب بھی ادھر ادھر دیکھ رہا تھا اور پھر اس کی نگاہیں اس چمکدار ہیولے پر جم گئیں جو اس کی نظر کا وہم نہیں تھا بلکہ درحقیقت یہ چمکدار لکیریں ایک انسانی شکل میں اس کے سامنے موجود تھیں احسان فاروقی کے حلق سے دبی دبی آوازیں نکلیں۔

"کون ہو تم ۔ کون ہو مجھے بتاؤ۔ کون ہو تم"!!

"فاروقی میں زخمی ہوں تمہارے پاس علاج کے لیے آیا ہوں میری مدد کرو ۔ آہ ۔ میری مدد کرو، ورنہ ۔ ورنہ میں مر جاؤں گا" ایک درد بھری آواز سنائی دی۔

"تم ۔ تم ۔ ہو کون ۔ میں ۔ میں تمہیں دیکھ کیوں نہیں سکتا

"آہ ۔ تم مجھے دیکھ نہیں سکتے مگر چھو کر محسوس کر سکتے ہو سنو احسان فاروقی میرے شدید زخم آیا ہے میں اس زخم کی تکلیف سے تڑپ رہا ہوں میں" اوپر سے تمہارے کتے نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا۔ میرے بدن پر کچھ اور زخم آ گئے ہیں مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے میں اب زندہ نہیں رہ سکوں گا"

"مگر ۔ مگر تم ہو کون"

"اوہ ۔ میں تمہارا دوست ہوں احسان فاروقی میں تمہارا دوست ہوں تم میری آواز بھی نہیں پہچانتے"

"دوست" احسان فاروقی نے چونک کر کہا۔

"میں ۔ میں پوکر ہوں ۔ پوکر ۔ اے ۔ بی پوکر"

"پوکر تم" احسان فاروقی بری طرح چونک پڑا۔

"ہاں ۔ میں زخمی ہوں احسان میں زخمی ہوں میرے لیے کچھ کرو"

"تم نے میرے کتے کو ہلاک کر دیا"

"اگر میں اسے ہلاک نہ کرتا تو وہ مجھے مار ڈالتا لیکن میرے دوست تم کتے کو مجھ سے زیادہ اہمیت دے رہے ہو میں تمہیں بتا رہا ہوں کہ میں شدید تکلیف سے تڑپ رہا ہوں مجھے اس وقت تمہاری مدد کی ضرورت ہے تمہاری

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

مدد کی ضرورت ہے۔ ہاں فاروقی تمہیں میری دوستی کا واسطہ میں نے آج تک تمہارے لیئے کچھ نہیں کیا ہماری شناسائی بہت زیادہ گہری نہیں ہے لیکن اس وقت تم سے بڑھ کر میرا دوست اور کوئی نہیں ہو سکتا ساری دنیا میری دشمن ہے میں تمہیں اپنی دوستی کا واسطہ دیتا ہوں جلدی سے میرے زخموں کی مرہم پٹی کر دو۔"

"مگر۔ میں تو تمہیں دیکھ بھی نہیں سکتا۔"

"میں تمہیں بتاتا جاتا ہوں میں تمہارا ہاتھ پکڑ کر اپنے زخموں پر رکھوں گا تم ان پر مرہم وغیرہ لگانا۔"

"ہوں۔ مگر لو کر تمہارا نام تو میں پچھلے دنوں بہت سنتا رہا ہوں۔ تم بہت سے قتل کر چکے ہو ایک قاتل کی مدد میں کیسا کر سکتا ہوں۔"

"میں۔ میں مجبور تھا میرے دوست۔ میں مجبور تھا تم میری حالت نہیں دیکھ رہے کیا۔ تم نے اس سے پہلے مجھے نہیں دیکھا تم نہیں جانتے میں کسی شکل و صورت کا مالک تھا۔ کیسی، مگر اس کمبخت نے مجھے تباہ کر دیا۔ آہ۔ اس نے مجھے تباہ کر دیا اور خود بھی مر گیا اس نے میری زندگی مجھ سے چھین لی میری بیوی میرے بچے سب کچھ مجھ سے چھین لیا۔ اس نے مجھے برباد کر دیا۔ تم اس کے بارے

میں جانتے ہو۔"

"کس کی بات کر رہے ہو؟"

"کیا بتاؤں اب تمہیں۔ میرا واقعہ تمہارے علم میں ہے۔ یقیناً تم نے میرے بارے میں سنا ہو گا۔"

"کون سا واقعہ؟"

"اگر تمہیں نہیں معلوم۔ تو پھر میں تمہیں نہیں بتاؤں گا احسان فاروقی بس یوں سمجھ لو کہ میں ایک حادثے کا شکار ہو گیا ایک خوفناک حادثے کا اور اس حادثے نے میری یہ حالت کر دی ہے۔ میں تمہیں اس بارے میں کچھ بھی نہیں بتا سکتا جلدی سے میرے علاج کا انتظام کرو۔ ورنہ تمہیں بھی اس کتے ہی کی طرح مار ڈالوں گا میں پاگل ہو رہا ہوں غصے سے اس وقت مجھ سے بے کار سوالات مت کرو خدا کے لیے، میری مدد کرو میری مدد کرو۔"

"میں کیا مدد کر سکتا ہوں تمہاری؟"

"میں۔ میں زخمی ہوں میں شدید زخمی ہوں مجھے زخم آئے ہیں گولی کا زخم ہے میرے بدن پر۔ تم میرے لیئے کچھ کرو۔"

"ہوں۔ اب تم نظر نہ آنے والے بدن کے مالک ہو۔"

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

"اس وقت ان تمام تفصیلات میں مت پڑو۔ جلدی سے میرے لیے مرہم اور دوا لاؤ"

"اچھا ٹھہرو۔ ٹھہرو۔ اس کرسی پر بیٹھ جاؤ میں تمہارے لیے مرہم وغیرہ لاتا ہوں۔ کیا گولی تمہارے زخم کے اندر ہے؟"

"نہیں۔ اس نے بدن کو پھاڑ دیا ہے۔ اور دوسری طرف نکل گئی ہے۔ مجھے سخت تکلیف ہو رہی ہے" کراہتی ہوئی آواز نے کہا۔ ڈاکٹر احسان فاروقی کچھ سوچ رہا تھا۔ پھر اس نے کہا۔

"انتظار کرو۔ میں ابھی آتا ہوں وہ وہاں سے نکل کر دوسرے کمرے میں آگیا اس نے محسوس کیا کہ تھوڑی دیر پہلے وہ بس کرسی پر بیٹھا تھا وہ اب جھک سی گئی ہے اس کا مقصد ہے کہ وہ پراسرار وجود اب اس کرسی پر موجود ہے۔ احسان فاروقی کو اندازہ تھا کہ اے بی پوکر نے بہت سارے لوگوں کو قتل کر دیا ہے۔ وہ ایک بہت بڑا مجرم ہے اور پولیس اس کی تلاش میں ہے"

احسان فاروقی جانتا تھا کہ اے ۔ بی پوکر کبھی ایک سائنسدان کا اسسٹنٹ تھا اور اس کے ساتھ ہی کام کرتا تھا تھوڑے دن پہلے احسان فاروقی نے اس سائنسدان کی موت کی خبر سنی

تھی۔ لیکن اسے نہیں معلوم تھا کہ وہ کس طرح مر گیا تفصیلات سامنے نہیں آسکی تھیں اسے بی پوکر کے بارے میں وہ جانتا تھا کہ وہ ایک خطرناک قاتل ہے اور اس قاتل کو پولیس کے حوالے کرنا احسان فاروقی کا بھی فرض تھا۔ چنانچہ وہ چالاکی سے اسے اپنی جگہ بٹھا کر دوسرے کمرے میں آگیا اور پھر اس نے فون ریسیور اٹھا لیا۔ جلدی سے اس نے پولیس اسٹیشن کے نمبر ڈائل کیے اور ریسیور کان سے لگا لیا۔ دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ہیلو۔ کون ہے؟"

"میں احسان فاروقی بول رہا ہوں سائنسدان احسان فاروقی"

"کہیے ہم آپ کی کیا مدد کر سکتے ہیں"

"میں انسپکٹر خادم سے ملنا چاہتا ہوں"

"اوہ۔ انسپکٹر خادم تو اس وقت یہاں موجود نہیں ہیں گھر پہ ہوں گے"

"تو براہ کرم مجھے ان کے گھر کا نمبر بتا دیجیے" احسان فاروقی نے کہا اور دوسری سے ایک نمبر دہرایا گیا احسان فاروقی نے فون ڈسکنکٹ کر کے دوبارہ نمبر ڈائل کیا اور اس بار انسپکٹر خادم نے ہی فون اٹینڈ کیا تھا۔

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

"ہیلو ۔ کون صاحب ہیں"

"میں احسان فاروقی ہوں"

"کون احسان فاروقی"؟

"سائنسدان احسان فاروقی ۔ شاید آپ نے میرا نام سنا ہو"

"اوہو ۔ جی ہاں ۔ سنا ہے آپ کا نام ۔ احسان فاروقی صاحب فرمایئے میں آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں"

"فوراً میری کوٹھی پر آجاؤ، میری کوٹھی کا پتہ نوٹ کر لو اس وقت یہاں تمہیں وہ خطرناک انسان مل جائے گا جس کی تلاش میں تم ہو ۔ میں تمہیں تفصیل نہیں بتاؤں گا ۔ پہلے تم میری کوٹھی میں داخل ہو کر میری لیبارٹری میں پہنچ جاؤ پھر میں تمہیں تفصیل بتاؤں گا"

"میں پہنچ رہا ہوں" دوسری طرف سے انسپکٹر خادم کی آواز سنائی دی اور احسان فاروقی نے فون کا ریسیور رکھ دیا لیکن دوسرے لمحے وہ اچھل پڑا وہ چند ہی قدم آگے بڑھا تھا کہ دفعتاً وہ کسی ٹھوس چیز سے ٹکرا گیا اور اس نے دیکھا کہ اس کے سامنے وہی چمکدار لکیروں والا انسان کھڑا ہوا ہے ۔

"تو تم نے یہ سلوک کیا ہے میرے ساتھ، یہ دوستی نبھائی ہے تم نے میری ۔ اس نے غراتے ہوئے لہجے

میں کہا ۔

"تم یم ۔ میں ۔ میں تو"

"تم نے یقیناً پولیس کو ٹیلیفون کیا ہے ۔ احسان فاروقی میں ساری دنیا کا ستایا ہوا ہوں کوئی میری مدد کرنے پر آمادہ نہیں ہے لیکن میں بھی فیصلہ کر چکا ہوں کہ اب ہر اس انسان کو زندہ نہیں چھوڑوں گا جو میرے راستے میں آنے کی کوشش کرے گا"

"کک کیا ۔ تم کیا بکواس کر رہے ہو"

"میں ابھی بتاتا ہوں ۔ اس نے کہا اور دوسرے لمحے ایک طرف رکھا ہوا پیتل کا بڑا سا گلدان اٹھا لیا" آہ کمبخت تو نے کبھی میری مدد نہیں کی لیکن تیری زندگی بھی اب ممکن نہیں ہے ۔ میں تجھے مار ڈالوں گا" اس نے پوری قوت سے گلدان احسان فاروقی کے سر پر دے مارا گلدان بہت وزنی تھا احسان فاروقی کا سر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ۔ اس کا بھیجا باہر نکل پڑا تھا اس کے دونوں ہاتھ فضاء میں پھیلے لیکن اس کے بعد وہ لہراتا ہوا زمین پر آ رہا خوفناک انسان پر جنون سوار تھا اس نے پے در پے گلدان کے بہت سے وار کر کے احسان فاروقی کے جسم کی ہڈی ہڈی توڑ ڈالی ۔ اس نے بری طرح احسان فاروقی کو قتل کر دیا تھا ۔ اس کے حلق سے خراہٹیں نکل رہی تھیں ۔

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

"کم بخت اگر تو میری مدد کرتا تو میں تیرا احسان زندگی بھر نہ بھولتا ساری دنیا نے مجھے ٹھکرا دیا ہے لیکن۔ لیکن۔ اب میں بھی اس دنیا سے اپنا انتقام لوں گا میں کسی کو نہیں چھوڑوں گا کسی کو نہیں چھوڑونگا۔ وہ وہاں سے نکل آیا اور اس کی لیبارٹری میں پہنچ گیا۔"

احسان فاروقی کا کتا اسی جگہ پڑا ہوا تھا۔ دفعتاً چمکدار لکیروں والا انسان ایک لمحے کے لیئے رک گیا اور اس کے حلق سے آواز نکلی۔

"کتا ہاں احسان فاروقی تجھ سے تو تیرا کتا ہی اچھا ہے بے شک تجھ سے تو تیرا کتا ہی اچھا ہے وقتی طور پر یہی مناسب ہے کہ میں اپنا یہ بدن چھوڑ دوں اور کتے کے بدن میں سما جاؤں کم از کم مجھے اس زخم کی تکلیف سے تو نجات ملے گی جس نے مجھے پریشان کر رکھا ہے۔ یہی بہتر ہے۔" اس نے کتے کو اٹھا کر لیک دیوار سے لگا کر کھڑا کیا مردہ کتا دیوار سے لگا کھڑا ہوا تھا چمکدار لکیریں اس کی طرف بڑھ رہی تھیں اور تھوڑی دیر بعد وہ کتے کے میں ضم ہو گئیں دوسرے لمحے کتا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ پھر اس نے دم ہلا کر ادھر ادھر دیکھا اور پھر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا باہر موجود ملازموں نے کتے کو نکلتے ہوئے دیکھا اور اچھل پڑے۔

"ارے۔ ارے یہ کرسٹی کہاں بھاگ رہا ہے۔ دیکھو تو سہی" وہ کتے کی طرف دوڑے لیکن وہ دو تین ہی چھلانگوں میں باہر نکل گیا تھا اور تھوڑی دیر بعد اس کا کوئی پتہ نہیں تھا۔

انسپکٹر خادم احسان فاروقی کا فون ملتے ہی چل پڑا تھا۔ احسان فاروقی بھی سائنسدان تھا اور پولیس کمشنر قربان علی نے جو سائنسدانوں کی فہرست انسپکٹر خادم کو دی تھی۔ اس میں ڈاکٹر احسان فاروقی کا نام بھی تھا۔ اس لیئے اس نے دیر کرنا مناسب نہیں سمجھا آپ نے بھی سوچا تھا کہ ممکن ہے ڈاکٹر فاروقی اسے کوئی اہم بات بتانا چاہتے ہوں۔

اس کی جیپ کار رفتاری سے سڑکوں پر دوڑتی جا رہی تھی اور پھر وہ ڈاکٹر فاروقی کی کوٹھی پر پہنچ گیا۔

احسان فاروقی یہاں تنہا رہتے تھے صرف دو ملازم اس کوٹھی میں رہتے تھے۔

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

جس وقت حبیب کوٹھی کے گیٹ پر پہنچی دونوں ملازم گیٹ کے پاس ہی ملے پولیس کی جیپ دیکھ کر دونوں ٹھٹھک گئے تھے

"احسان فاروقی کی کوٹھی یہی ہے"؟ انسپکٹر خادم نے پوچھا۔

"جی صاحب"

"تم چوکیدار ہو"؟

"نہیں صاحب"

"پھر کون ہو تم"؟

"میرا نام رمضان ہے۔ یہ عید و ہے" ایک ملازم نے کہا"

"تم بڑے ہو اور یہ چھوٹا کیوں"؟ انسپکٹر خادم نے مسکراتے ہوئے کہا"

"نہیں صاحب۔ میں بڑا ہوں یہ مجھ سے دس سال چھوٹا ہے" عیدو نے رمضان کی طرف اشارہ کر کے کہا"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا"

"کیوں صاحب"

"پہلے رمضان آتے ہیں پھر عید"

"مگر یہ دس سال پہلے آگیا تھا صاحب" رمضان نے عیدو کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"اچھا چھوڑو ۔ یہ بتاؤ ڈاکٹر فاروقی موجود ہیں"؟

"جی صاحب"

"انہیں آنے کی اطلاع دو"

"کیا کہیں صاحب ان سے یہی کہ پولیس آئی ہے" رمضان نے پوچھا۔

"نہیں ان سے کہو کہ خادم آیا ہے"

"ارے نہیں صاحب" رمضان شرما کر بولا۔

"کیوں، کیا ہوا تمہیں" انسپکٹر خادم نے چونک کر کہا۔

"خادم تو ہم ہیں سرکار" رمضان بدستور شرما کر بولا۔

"بے وقوف۔ میں بھی خادم ہوں"

"نہیں سرکار آپ تو پولیس ہیں" رمضان بولا۔

"افوہ۔ تمہارا دماغ خراب معلوم ہوتا ہے۔ اچھا میں خود ہی مل لیتا ہوں ڈاکٹر فاروقی سے" انسپکٹر نے کہا۔ دونوں نوکر سادہ لوح تھے۔ ان سے مغز مارنا بے وقوفی تھی۔ وہ اندر داخل ہو گیا کوٹھی کے دروازے سے گزر کر وہ ایک ہال میں داخل ہوا۔ وہاں سے ایک اور کمرے میں۔ فاروقی یہاں موجود نہیں تھا۔

"فاروقی صاحب ۔۔ آپ کہاں ہیں ۔۔"؟ انسپکٹر خادم نے آواز لگائی مگر کوئی آواز نہیں سنائی دی انسپکٹر خادم اس کمرے سے نکل کر دوسرے کمرے میں گیا۔

یہ لیبارٹری تھی۔ لیکن فاروقی یہاں بھی موجود نہیں تھا نہ جانے کیوں انسپکٹر خادم کو ایک عجیب سا احساس ہوا۔ کچھ سوچ کر

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

ہے۔ ضرور کچھ ہو چکا ہے۔ وہ جلدی سے دوسرے کمرے میں داخل ہو گیا۔

دفعتاً اس کی نگاہ ایک انسانی جسم پر پڑی اور وہ اچھل پڑا۔ انسانی بدن ایک میز کی آڑ میں پڑا ہوا تھا۔ اس کی ٹانگیں نظر آ رہی تھیں۔ میز پر ٹیلی فون رکھا ہوا تھا۔

انسپکٹر خادم جلدی سے میز کے دوسری طرف پہنچ گیا اور پھر اس کا سر چکر کر رہ گیا۔

یہ ایک لاش تھی جسکے گرد خون ہی خون بکھرا ہوا تھا۔ نزدیک ہی ایک خون آلود گلدان پڑا ہوا تھا۔ جو بہت وزنی تھا۔ اسی گلدان کو مار کر قتل کیا گیا تھا اور مقتول سو فیصدی ڈاکٹر فاروقی ہی تھا۔

کچھ دیر تک تو انسپکٹر خادم ساکت و جامد کھڑا رہا۔ پھر ایک دم چونک پڑا۔ ملازم باہر ہی موجود تھے۔ ایک دم اس کے ذہن میں خیال آیا کہ کہیں انہیں ملازموں نے ڈاکٹر فاروقی کو قتل نہ کیا ہو اور اس وقت وہ دونوں بھاگ رہے ہوں جب انسپکٹر خادم اندر آیا ہو۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ بھاگ گئے ہوں گے۔

وہ پھرتی سے پستول ہاتھ میں لے کر باہر نکل آیا۔ سامنے ہی رمضان اور عیدو نظر آ رہے تھے۔

انسپکٹر خادم انہیں گھورنے لگا۔

"ملاقات ہو گئی مالک سے"؟

"کہاں ہیں وہ"؟ انسپکٹر نے کہا۔

"اندر ہی تھے صاحب"

"کب سے اندر تھے"

"آج صبح سے وہ کہیں نہیں گئے۔ جناب کام کرتے رہے ایک گھنٹہ پہلے انھوں نے کافی پی تھی"

"اندر کوئی اور بھی تھا"؟

"کوئی نہیں صاحب بس گریسی تھا"

"گریسی اب کہاں ہے"؟

"بھاگ گیا اسے پکڑنے کے لیئے ہی تو ہم بھاگ کر باہر گئے تھے"

"وہ کون ہے وہ۔ یہاں کیا کر رہا تھا"؟

"کتا ہے صاحب" "یہیں رہتا ہے" رمضان نے کہا اور انسپکٹر خادم گہری سانس لے کر رہ گیا۔ پھر اس نے کہا۔

"یہاں کوئی اور فون ہے"؟

"اندر ہے صاحب"

"اوہ اس کے علاوہ کوئی اور فون ہے"

"باہر ہے صاحب"

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

"آؤ۔ مجھے وہاں لے چلو۔" انسپکٹر خادم نے کہا۔ باہر برآمدے کے ایک حصے میں ایک اور فون موجود تھا۔ فون پر پولیس ہیڈ آفس کے نمبر ڈائل کر کے خادم نے ریسیور کان سے لگا لیا۔

"ہیلو۔"

"کون بول رہا ہے؟" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"انسپکٹر خادم۔"

"کہیئے انسپکٹر صاحب۔"

"آپ کون ہیں؟"

"میں شکور ہوں۔"

"اوہ۔ شکور صاحب انسپکٹر جمیل کو محلے کے لوگوں کے ساتھ ڈاکٹر احسان فاروقی کی کوٹھی پر بھیج دیجئے۔ یہاں ایک قتل ہو گیا ہے۔ فنگر پرنٹ کے ماہرین کو بھی بھیجیئے۔ نشانات لینے ہیں۔"

"بس ایک منٹ میں اطلاع دیتا ہوں۔ اور کوئی حکم۔"

"ایمبولنس وغیرہ کے لیئے بھی کہہ دیں۔"

"جی بہتر۔" دوسری طرف سے جواب ملا۔ اور انسپکٹر خادم نے ریسیور رکھ دیا۔

دونوں ملازموں کے چہرے حیرت سے مونچھو ڈارو بنے ہوئے تھے۔ عبیدو نے پوچھا۔

"یہاں کس کا قتل ہو گا صاحب؟"

"تمہارے مالک احسان فاروقی کا۔ ان کی اندر لاش پڑی ہوئی ہے۔"

"ارے نہیں۔ ارے نہیں مالک۔ مالک" دونوں ملازم اندر کی طرف لپکے لیکن انسپکٹر خادم نے ان کے گریبان پکڑ لیے۔

"نہیں۔ اندر کوئی نہیں جائے گا۔ پولیس کے آنے سے پہلے اندر کوئی نہیں جائے گا۔"

"ارے مالک۔ ہائے مالک تم کیسے مر گئے" ملازم دہاڑیں مار کر رونے لگے تھے۔ بڑی مشکل سے انسپکٹر خادم نے انہیں چپ کرایا۔

"ارے کیا گریسی نے مالک کو مار ڈالا۔ کیا وہی انہیں قتل کر کے بھاگا ہے۔"

"مجھے اس کے بارے میں بتاؤ۔"

"بچپن سے مالک کے پاس تھا۔ بڑا وفادار کتا تھا صاحب ہر وقت مالک کے ساتھ ہی رہتا تھا۔"

"کیا اس سے پہلے بھی وہ کبھی بھاگا تھا۔"

"کبھی نہیں صاحب۔ آج پہلی بار اس نے یہ حرکت کی ہے۔ ضرور وہی کمبخت مالک کو مار کر بھاگا ہے۔ اسے گریسی

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

تیز استیاناس جائے۔ وہ پھر رونے لگے۔ بہر حال ان سے انسپکٹر خادم کو یہی معلوم ہوا کہ یہاں کوئی نہیں آیا تھا۔

بعد انسپکٹر جمیل اپنے عملے کے ساتھ یہاں پہنچ گیا۔ لاش کو پولیس نے اپنی تحویل میں لے لیا۔ ٹیلی فون پر نشانات دیکھے گئے گلدان پر بھی نشانات تلاش کیے گئے۔ لیکن کوئی بھی نشان نہیں ملا تھا۔

انسپکٹر نے لاش کی کئی تصویریں بنائیں۔ گریسی کے بارے میں معلومات حاصل کی گئیں۔ اور یہ لاش اٹھوا دی گئی۔ پولیس کے دو سپاہی وہاں چھوڑ دیے گئے دونوں ملازموں کو پولیس اپنے ساتھ لے گئی تھی۔

انسپکٹر خادم نے پولیس ہیڈ کوارٹر سے کمشنر صاحب کو فون کیا۔ خادم بول رہا ہوں صاحب۔

"کیوں خادم۔ کیا بات ہے؟"

"ایک افسوس ناک اطلاع دینی ہے۔"

"اوہ۔ کیوں کیا بات ہے؟"

"آپ نے مجھے جو فہرست دی تھی۔ اس میں سے ایک نام کم ہو گیا۔"

"کیا مطلب؟"

"احسان فاروقی کو قتل کر دیا گیا۔"

"کک۔ کیسے؟" کمشنر صاحب نے چونک کر پوچھا۔ اور انسپکٹر خادم تفصیلات بتانے لگا۔ "تمہارے خیال میں یہ"

"میرا خیال ہے جناب یہ قتل بھی اسی خوفناک انسان نے کیا ہے۔"

"ٹھیک ہے تم مجھے صرف قتل کی اطلاع دیتے رہو۔ اور وہ آزاد پھرتا رہے۔ میں یہ کیس کسی اور کو دے دوں گا۔" آپ سے کمشنر صاحب نے غصے سے کہا۔ اور فون پٹخ دیا۔

انسپکٹر خادم کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

ان پُراسرار اور خطرناک واقعات کا تعلق ابھی عام لوگوں سے نہیں تھا۔ ہوٹل امپیریل میں جو واقعہ ہوا تھا۔ اُس کا اثر بھی عام لوگوں پر نہیں ہوا تھا۔ ہاں ہوٹل کی ساکھ پر برا اثر پڑا تھا اور اب لوگ وہاں جاتے ہوئے گھبرانے لگے تھے۔ اور ہوٹل کی رونق ختم ہو کر رہ گئی تھی۔

اس کے علاوہ شہر میں قتل کی جو دو چار وارداتیں ہوئی تھیں۔ وہ بھی ایسے لوگوں کی تھیں جن کا حکومت کی نگاہوں میں تو بہت بڑا مقام تھا لیکن عوام سے ان کا کوئی تعلق نہیں تھا۔ اخبارات نے خبروں کو چھاپا ضرور تھا لیکن کوئی خاص ہنگامہ نہیں کیا تھا۔

لیکن بات بالآخر آگے بڑھ گئی۔ ستائیس مارچ کی ایک دھندلی صبح جب ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی۔ شہر کا ایک تاجر مسعود خان قبرستان پہنچا۔ اس نے اپنی کار قبروں کے نزدیک ہی کھڑی کی تھی۔ اس کی بیٹی کا گذشتہ روز انتقال ہوا تھا اور وہ رات بھر اس کے غم میں رونے کے بعد صبح ہی صبح قبرستان چل پڑا تھا۔ اسے بارش کی کوئی پرواہ نہیں تھی۔

بارش کی وجہ سے قبرستان سنسان پڑا تھا۔ گورکن کی بھی جھونپڑی کافی دور تھی۔ اور بارش کی وجہ سے وہ اپنی جھونپڑی میں ہی تھا۔

دفعتاً مسعود علی نے محسوس کیا کہ قبر کے سرہانے مٹی کچھ کھدی ہوئی سی ہے۔ وہ چونک پڑے۔ کل تو وہ یہ مٹی درست کرا کے گئے تھے سرہانے ایک پتھر بھی لگا دیا گیا تھا۔ تاکہ نشان رہے کتبہ انھوں نے بننے کے لئے دیا ہوا تھا۔

وہ حیران سے آگے بڑھے۔ چلنے سے ان کے قدموں کی آواز بلند ہوئی تھی۔ دفعتاً ان نگاہوں کے سامنے بجلی سی کوندھ گئی۔ قبر سے کوئی نکلا اور اچھل کر ایک اونچی قبر کی آڑ میں چلا گیا۔

مسعود علی ایک لمحے کے لئے ٹھٹکے تھے۔ لیکن پھر وہ ہر خوف کو بالائے طاق رکھ کر آگے بڑھنے اور قبر کے نزدیک پہنچ

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

گئے۔ یہاں انھوں نے ایک ایسا منظر دیکھا کہ ان کا دل غم واندوہ میں ڈوب گیا۔ ان کی بیٹی کی لاش مسخ ہو رہی تھی۔ اس کے بدن سے جگہ جگہ سے گوشت نچا ہوا تھا۔ کفن بری طرح پھٹا ہوا تھا۔ مسعود علی نے خود کو سنبھالا اور پھر گورکن کی جھونپڑی کی طرف چل پڑے۔ شدید غصے کے عالم میں انھوں نے گورکن کی پٹائی کر دی۔ اور اس کے بعد پولیس اسٹیشن پہنچ گئے۔

چونکہ بہت بڑے آدمی تھے، اس لیے پولیس فوراً ان کے ساتھ قبرستان چل پڑی۔ گورکن کو حراست میں لے لیا گیا۔

"صاحب میرا اس میں کیا قصور ہے۔ مجھے تو یہ صاحب پہلے ہی بہت مار چکے ہیں۔ گورکن نے ڈرتے ہوئے کہا۔"

"قبر کس نے کھودی؟" پولیس آفیسر نے پوچھا۔

"مجھے کیا معلوم!"

"اس سے پہلے بھی یہاں ایسا کوئی واقعہ ہوا ہے؟"

"کبھی نہیں صاحب، آپ کسی سے بھی معلوم کر لیں۔"

گورکن کو تھانے لایا گیا اور پھر چھوڑ دیا گیا۔ واقعی اس میں اس بے چارے کا کیا قصور تھا۔ لاش کسی جانور نے خراب کی تھی۔ حیرت کی بات یہ تھی کہ وہ کون سا جانور تھا۔ قبرستان عین شہر کے درمیان تھا۔ اس لیے وحشی قسم کے جنگلی جانوروں کا یہاں کوئی سوال ہی نہیں تھا۔

پھر کوئی کتا وغیرہ بھی ہو سکتا ہے۔ بہرحال یہ کوئی ایسی خاص بات نہیں تھی کہ پولیس پریشان ہوتی۔ بات آئی گئی ہو گئی تھی لیکن دوسرے ہی دن ایک اور قبرستان سے ایسی ہی رپورٹ ملی یہ بھی شہر کے اندر ہی تھا۔ اس بار ایک ادھیڑ عمر کی عورت کی لاش کی بے حرمتی ہوئی تھی۔

پولیس آفیسر نے رپورٹ ملنے پر قبرستان جا کر لاش کا معائنہ کیا تو اسے چکر آ گئے۔ اس کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ لاش کا ادھڑا ہوا کفن دھجیوں کی شکل میں پڑا ہوا تھا۔ اس کے تمام اعضاء الگ الگ ہو چکے تھے۔ پیٹ پھٹا ہوا تھا اور اس سے آنتیں نکل کر دور تک بکھر گئی تھیں۔ جگہ جگہ تیز ناخنوں اور دانتوں کے نشانات نمایاں تھے۔

"یہ لاش بھی ایک دولت مند آدمی کی ماں کی تھی۔ اس نے پولیس کو ہلا کر رکھ دیا۔ اور یہ خبر اس پہلی خبر کے ساتھ اخبارات میں آ گئی۔ کسی مردہ خور جانور کا قصہ پورے شہر میں فوراً مشہور ہو گیا۔

لوگ شاید ان دو واقعات پر بھی توجہ نہ دیتے لیکن پھر روزانہ ایسا ہونے لگا۔ ایک نوجوان لڑکے کی لاش اسی طرح نوچ کر پھینک دی گئی۔ ایک اور لاش کی انتڑیاں نکال کر اس کا کلیجہ آدھا کھا لیا گیا۔ ان تمام لاشوں پر دانتوں اور ناخنوں کے بھی

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

نشانات ایک جیسے مل رہے تھے۔ ایک لاش کے پاؤں اور بازو الگ الگ کر دیئے گئے تھے۔

تقریباً پندرہ لاشیں اسی طرح شکار ہو گئیں تو طوفان آ گیا لوگوں نے غم و غصے میں ڈوب کر پولیس اسٹیشن پر حملے کیے کئی گورکنوں کو شدید زخمی کر دیا گیا۔

لیکن سب بے قصور تھے۔ اس خوفناک بلا کے بارے میں پتہ ہی نہیں چلتا تھا۔ کہ وہ کب آتی ہے۔ اور اپنا کام کر کے چلی جاتی ہے۔ لوگوں نے قبرستان میں پہرہ دینا شروع کر دیا تھا۔ پولیس اب پوری طرح اس ہنگامے کی طرف متوجہ ہو گئی تھی اور لوگوں کو پھر سکون دینے کی تلقین کی جا رہی تھی۔ لیکن وارداتوں کا سلسلہ بند نہیں ہوا۔

پولیس پر پھیپھڑے اچھل رہے تھے۔ لیکن پولیس بے چاری بھی کیا کر سکتی تھی۔ قبرستان میں باقاعدہ پہرے لگا دیئے گئے مسلح افراد وہاں پہرہ دینے لگے۔ راتوں کو تدفین پر پابندی عائد کر دی گئی اور منع کر دیا گیا تھا کہ رات کے وقت کوئی جنازہ قبرستان نہ لے جایا جائے۔ نہ ہی کوئی شخص بے مقصد کسی قبرستان میں جائے ایسے کسی شخص کو گولی بھی ماری جا سکتی ہے۔ پولیس نے قبرستانوں میں کچھ اور خصوصی انتظامات بھی کیے تھے۔ جن کے بارے میں عام لوگوں کو معلوم نہیں

تھا۔ کئی قبرستانوں میں ایسے تار بچھائے گئے تھے۔ جن پر اگر پاؤں پڑ جائے تو الارم بج اٹھتے ہیں۔

لیکن ان تمام کوششوں کا ابھی تک کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ ہر رات کسی نہ کسی قبرستان سے کوئی قبر کھدی ہونے اور لاش کھانے کے واقعہ کی اطلاع مل جاتی تھی۔

تقریباً بارہ دن کے بعد ایک قبرستان میں پہرہ دینے والی ایک پولیس پارٹی نے قبرستان کے احاطہ کی دیوار سے ایک سایہ نیچے کودتے ہوئے دیکھا۔ انھوں نے اسے گھیرنے کے بعد فائرنگ کی لیکن سایہ بہت اونچی چھلانگ لگا کر باہر نکل گیا پولیس نے اسے زخمی تک نہیں کیا تھا۔

اس طرح پولیس میں بھی بددلی پیدا ہو گئی۔ اور بعض ضعیف الاعتقاد پولیس والے اسے کسی روح کا کارنامہ کہنے لگے۔

وقت گزرتا رہا۔ وارداتوں میں کوئی کمی نہ آئی لوگ مایوس ہو گئے۔ پولیس اس پراسرار بلا کو نہ پکڑ سکی۔ پھر ایک دن ایک گورکن نے ایک اطلاع دی۔ یہ گورکن عیسائیوں کے قبرستان کا تھا۔

"میرا نام جی فریڈ ہے!"

"کھو!!"

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

"رات کو ایک لاش ہمارے قبرستان سے بھی نکال
گئی ہے۔"

"کیا وہاں پولیس کا پہرہ نہیں تھا۔" سوال کیا گیا۔ جواب
میں گورکن کے چہرے پر ہچکچاہٹ نظر آنے لگی۔

"کہو۔ رک کیوں گئے؟"

"پہرہ ہوتا ہے صاحب۔"

"پھر تم نے اپنی اطلاع کیوں نہیں دی۔"

"کیسے دیتا ہوں۔"

"کیا مطلب۔"

"پہرے والی پارٹی گیارہ بجے آخری گشت کرتی ہے اس
کے بعد وہاں کوئی نہیں ہوتا۔"

"اوہ۔" سوال کرنے والے پولیس آفیسر نے گہری سانس لے
کر کہا۔

"صاحب میں مستعد آدمی ہوں۔ مجھے اپنی ڈیوٹی کی بہترین
تنخواہ ملتی ہے۔ میں حرام خوری نہیں کر سکتا۔ اس لیئے میں
خود بھی رات کو قبروں کے درمیان گشت کرتا ہوں۔"

"گڈ۔ آگے کہو۔"

"رات کو میں نے اس بلا کو دیکھا ہے جو لاشیں قبروں
سے نکال کر کھا جاتی ہے۔"

"اوہ۔ کیسے؟"

"وہ اسی قبر کے قریب کھڑی تھی جس سے لاش نکال
گئی ہے۔"

"کیا حلیہ تھا اس کا۔"

"وہ ایک بہت بڑی جسامت کا کتا تھا صاحب۔ بہت
وحشت ناک شکل کا مالک۔ اس کی آنکھیں گہری سرخ تھیں اور منہ سے
چنگاریاں سی نکلتی محسوس ہو رہی تھی۔ میں نے ایسا کتا آج تک نہیں
دیکھا۔ اس کی حرکتیں جانوروں کی سی تو معلوم ہی نہیں ہوتی تھیں۔"

"اوہ۔ پھر کیا ہوا۔"

"وہ قبر کے نزدیک کھڑا ہوا تھا۔ میری گھگی بندھ گئی۔ اس
نے چونک کر مجھے دیکھا اور اس طرح غرایا کہ میری جان سی نکل گئی
پھر میں ہوش میں نہ رہ سکا۔ اور صبح کو جب ہوش آیا تو قبر
کھدی ہوئی تھی۔"

یہ پہلا بیان تھا اس لیئے پولیس نے اسے اہمیت دی اور
یہ طے کر لیا تھا کہ لاشیں کھانے والا کوئی انسان نہیں بلکہ
ایک پر اسرار کتا ہے۔

ندیم

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

پولیس کمشنر نے اپنے دفتر میں ایک میٹنگ طلب کر لی تھی بہت سے آفسروں کو اس میٹنگ میں شریک ہونا پڑا تھا سب کے سب پریشان تھے کہ نہ جانے کیا بات ہے۔

بہرحال اس وقت سب دفتر میں جمع تھے۔ تھوڑی سی دیر کے بعد پولیس کمشنر فرمان بھی آ گئے۔ سیلوٹ بجنے لگیں اور تھوڑی دیر کے بعد پولیس کمشنر نے اپنی کرسی سنبھال لی۔

وہ سب سنجیدہ تھے اور لوگ سوچ رہے تھے کہ آج خیر نہیں ہے۔ پولیس کمشنر کا یہ موڈ کبھی کبھی ہوتا ہے

"تمام لوگ پہنچ گئے کیا؟" پولیس کمشنر نے پوچھا۔

"تقریباً جناب۔"

"ہوں۔ دروازہ بند کر کے باہر سرخ بلب جلا دیا جائے۔" پولیس کمشنر نے کہا اور ان کے حکم کی تعمیل ہو گئی۔ دروازے پر جلنے والا سرخ بلب اس بات کا نشان تھا کہ میٹنگ انتہائی اہم اور خفیہ ہے۔ اور اب کسی شخص کو اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ وہ میٹنگ میں مداخلت کرنے کی کوشش کرے۔ جب تک میٹنگ ختم نہیں ہو جاتی کوئی بھی کمشنر صاحب سے ملنے کی کوشش نہیں کر سکتا تھا۔

تمام نگاہیں کمشنر صاحب کے چہرے کی طرف اٹھی ہوئی تھیں ہر شخص اپنے اپنے طور پر کچھ سوچ رہا تھا۔ جاننا چاہتے تھے لوگ کہ کمشنر صاحب نے یہ میٹنگ کیوں طلب کی ہے۔

چند لمحات کے بعد پولیس کمشنر صاحب کی آواز ابھری۔ "میں آپ لوگوں کی توجہ شہر میں پیش آنے والے واقعات کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں، بعض اوقات یوں لگتا ہے جیسے جرائم کا ایک سیلابی ریلا آیا ہو۔ اور چند ہی لمحات میں اس نے شہر کی امن وامان کی زندگی تباہ کر دی ہو، آپ لوگ دیکھ رہے ہیں کہ شہر کی اس وقت کیا حالت ہے، ہر چند کہ دوسرے جرائم اس وقت ہلکے ہوئے ہیں، اور چوری چکاری کے معمولی کیسوں کی تعداد بہت کم ہے لیکن دوسرے خطرناک کیس کئی ہو چکے ہیں اور میں بڑے افسوس سے کہتا ہوں۔ کہ محکمہ پولیس بالکل ناکارہ

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

ہو کر بیٹھا ہوا ہے ۔ میں آپ سب کو ان کیسوں کی تفصیل بتانا چاہوں گا ۔

پہلا قتل سائنسدان داؤد بودھی کا تھا ۔ دوسرا قتل ایک اہم ڈاکٹر ، توفیق رضوی کا تھا تیسری بار ہوٹل امپیریل میں ایک ہیڈ ویٹر کو قتل کر دیا گیا اس کے بعد مشہور رسمندان مسعود احمد کو قتل کیا گیا ۔ شہر میں منشیات کے کئی کیس ہوئے ایک بہت بڑا ڈاکا ایک تاجر کے مکان پر ڈالا گیا ، ایک ڈاکہ پیٹرول پمپ پر ڈالا گیا ۔ پانچ آدمیوں نے مل کر ایک گھر کو آگ لگا دی اور مکینوں کو قتل کر دیا گیا جن کی تعداد چار تھی ۔

اس سلسلے میں اب تک جو کاروائیاں ہوئی ہیں بڑے شرم کے ساتھ مجھے کہنا پڑ رہا ہے کہ ان میں ایک بھی مجرم کو گرفتار نہیں کیا جا سکا اور سچی بات تو یہ ہے کہ ابھی تک کوئی واقعہ ایسا نہیں ہوا جس میں پولیس کی کارکردگی کے بارے میں کوئی تعریف کی جا سکتی ہو ۔ سوائے اس کے کہ کارکنوں کی تعداد محکمہ پولیس میں زیادہ ہو گئی ہے ، عیش پرستی اور عیش کوشی کو لوگوں نے اپنا شعار بنا لیا ہے ، دفتروں میں چائے کے دور چلتے ہیں اور خوش گپیاں کی جاتی ہیں ، رسمی کاروائیوں کے علاوہ محکمہ پولیس اور کچھ نہیں کر رہا ۔ میں جاننا چاہتا ہوں کہ ایسا کیوں ہے ۔ وہ کون لوگ ہیں جو محکمہ پولیس کی بدنامی کرنے پر تلے ہوئے

ہیں تو میرے لگائے ہوئے الزامات کی تردید کریں ، میں آپ سب کا جواب سننے کا منتظر ہوں ، کیا میں نے غلط کہا ہے ؟ کیا یہ تمام کیس نہیں ہوتے ہیں ۔ ؟ کیا ان میں سے ایک بھی مجرم پکڑا گیا ہے ۔ ؟ میں کس کس سے اس بارے میں معلومات حاصل کروں اور اب وہ خونی کتا قبرستان میں مردوں کی چیر پھاڑ کرتا پھر رہا ہے ، پولیس کے بڑے بڑے سورما ، قبرستانوں میں پہرہ دے رہے ہیں ، زندوں کی حفاظت وہ نہیں کر پائے مردوں کی حفاظت کرنے میں بھی ناکام رہے ہیں اور لاشوں کی جو بے حرمتی ہو رہی ہے وہ الگ ، مختلف واقعے سنائے جاتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ وہ جن ہے ۔ کوئی کہتا ہے کہ بھوت ہے ، کوئی کہتا ہے خبیث روح ، کوئی کہتا ہے وہ خوفناک کتا ہے جو کوئی بھی کچھ بھی کہتا ہے مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے میں تو صرف ایک بات کہتا ہوں اور وہ یہ کہ وہ خوفناک بلا اب تک پکڑی کیوں نہیں گئی ۔ کیا محکمہ پولیس اس کے سامنے بے بس ہے ۔ میں اس سلسلے میں آپ لوگوں کا جواب چاہتا ہوں ۔

وہ تمام رپورٹیں میرے پاس موجود ہیں ۔ جو اس سلسلے میں دی گئی ہیں ، میں نے وہ سب دیکھ لی ہیں ۔ میں مانتا ہوں کہ جو کوئی بھی یہ سب کچھ کر رہا ہے وہ بہت چالاک

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

عیار اور خطرناک ہے، لیکن جب ہم محکمہ پولیس میں لوگوں کو بھرتی کرتے ہیں تو طویل عرصے تک انہیں تربیت دیتے ہیں۔ اس تربیت پر ہم لاکھوں روپیہ خرچ کرتے ہیں، اور اس لیئے خرچ کرتے ہیں کہ ہمارے آدمی مجرموں سے زیادہ ذہین ہوں ہوشیار ہوں۔ چالاک ہوں اور مجرموں کی ان کے سامنے ایک نہ چل سکے اس لیئے ہم یہ سرمایہ ضائع نہیں کرتے کہ ہمیں کرسیوں پر بیٹھ کر میزوں کو طبلہ بنا کر بجانے والوں کی ضرورت ہوتی ہے انسپکٹر خادم میں خاص طور سے آپ سے مخاطب ہوں۔"

"پولیس سر، میں سن رہا ہوں،" انسپکٹر خادم مودب لہجے میں بولے۔

"انسپکٹر خادم آپ نے اس سلسلے میں مجھ سے بہت سی باتیں کیں، آپ ناراض بھی ہوئے۔ لیکن کیا میں معلوم کرسکتا ہوں کہ آپ نے ان سارے واقعات کے سلسلے میں کوئی مکمل کاروائی کی۔؟ کسی ایک بار بھی آپ نے محکمہ پولیس کو یہ بتایا کہ آپ کی کوششوں کا نتیجہ کیا نکلا۔ کیا ہوٹل امپریل میں داخل ہونے والا پراسرار انسان کبھی گرفتار نہیں ہوسکے گا۔ کیا سائنسدانوں کا قاتل ایسی عجیب وغریب چیز ہے کہ پولیس اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی اگر وہ ملک سے باہر بھاگ جاتا تو ہم یہ سمجھ لیتے کہ چلئے پولیس اس سلسلے میں مجبور ہوگئی ہے۔

لیکن وہ مسلسل وارداتیں کر رہا ہے۔ اور آپ اس کا پیچھا کرتے ہیں، کیا آپ مجھے جواب دیں گے۔ انسپکٹر خادم کہ ایسا کیوں کر ہوا ہے۔؟"

"جی ہاں جناب میں ضرور جواب دوں گا،" انسپکٹر خادم نے سے کہا۔

"تو میں آپ کے جواب کا منتظر ہوں۔"

"جناب عالی میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ مجرم ہم سے پہلے پروگرام بناتا ہے اگر وہ ذہین اور چالاک ہو تو پھر وہ پروگرام اس قسم کے ہوتے ہیں کہ پولیس ہمیشہ راستوں میں بھٹکتی پھرتی ہے اور وہ اپنا کام سرانجام دینے کے بعد کہیں سے کہیں روپوش ہو جاتے ہیں، یا اگر نہیں روپوش ہوتے اور مسلسل اپنے جرائم جاری رکھتے ہیں تو بہر طور پولیس کو سب سے پہلے ان کا تجزیہ کرنا پڑتا ہے کہ وہ کیوں جرائم کر رہے ہیں؟ جس شخص کے بارے میں ابھی آپ نے تذکرہ کیا ہے میں نے اس کے بارے میں صرف یہ معلوم کیا ہے کہ اس کا نام لے بی بوکر ہے اور وہ کسی انوکھے جذبے کے تحت کاروائیاں کرتا پھر رہا ہے۔" انسپکٹر خادم نے جواب دیا۔

"وہ تو ٹھیک ہے انسپکٹر خادم، لیکن آپ اس کی گرفتاری کے لیئے کیا کرتے پھر رہے ہیں؟" پولیس کمشنر کا طنزیہ انداز

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

میں کہا۔

"کوشش"

"کوشش کیا صرف دفتر میں بیٹھنے کی حد تک ہے" پولیس کمشنر کا لہجہ بھی طنزیہ تھا۔

"جی نہیں جناب، میں اس کے پیچھے سائے کی طرح لگا ہوا ہوں جس وقت بھی موقع مل گیا میں اسے گرفتار کر لوں گا" انسپکٹر خادم نے جواب دیا۔

"یہ موقع آپ کو کب تک مل جائے گا؟"

"اس کا کوئی میں اندازہ نہیں لگا سکتا۔" انسپکٹر خادم نے کہا۔

"یہ بڑی عجیب بات ہے، اس طرح تو آپ نے اپنے لئے تقریباً سال دو سال کا کوٹہ پورا کر لیا۔ جب تک آپ اسے تلاش نہیں کر پائیں گے گرفتار کیسے کریں گے۔ اصل مسئلہ تو تلاش کرنے کا ہے۔ بہر طور میں آپ سے اس سلسلے میں پھر بات کروں گا۔ مسٹر آفاق حیدر آپ یہ بتایئے کہ آپ نے اس خوفناک کتے کے سلسلے میں کیا کیا، جو انسانی لاشوں کو قبرستانوں سے نکال کر لے جاتا ہے۔ پولیس کی آدھی جماعت قبرستانوں پر پہرہ دے رہی ہے اور ابھی تک اس خوفناک بلا کا پتہ پانے میں ناکام رہی ہے۔ مجھے بتایئے کب تک پولیس اس سلسلے میں ناکام رہے گی۔" آپ کو علم ہے کہ ہمارے قبرستانوں کے علاوہ یہ خوفناک وبا اب عیسائیوں کے قبرستانوں تک پہنچ گئی ہے، ہماری بدنامی یہیں نہیں، دور دور تک ہو رہی ہے، اخبارات ان واقعات کو کس طرح اچھال رہے ہیں آپ کو کسی کا بھی اندازہ ہے کیا ہو گا ان سارے ہنگامے کا نتیجہ، محکمہ پولیس کی کیا پوزیشن ہو کر رہ گئی ہے۔ آپ نے کبھی اس بارے میں سوچا؟"

انسپکٹر آفاق کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگی تھیں، اس سے کوئی جواب نہیں بن پڑ رہا تھا۔

"لوگ سمجھتے ہیں کہ پولیس نکمی ہے۔ کوئی کام نہیں کر سکتی اخبارات اس کے بارے میں مسلسل لکھ رہے ہیں کیوں مسٹر ناصر" کمشنر صاحب نے ایک پولیس افسر سے کہا۔

"جی ہاں جناب"

"کیا جی ہاں جناب"

"یہی کہ اخبارات بہت کچھ لکھ رہے تھے"

"اور آپ آرام سے سن رہے ہیں"

"پھر کیا کریں جناب۔ جو کچھ لکھا جا رہا ہے وہ جھوٹ تو نہیں ہے۔ بہت سے معاملات میں پولیس ناکام رہی ہے"

"کیوں آخر کیوں"

"بس حالات"

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

"وہ یہ حالات کیوں پیدا ہوئے؟"

"ہمارے آدمیوں کی لاپرواہی سے۔ پولیس آفیسر نے جلدی سے اپنی جان چھڑالی۔"

"آپ نے جواب نہیں دیا مسٹر آفاق حیدر۔ کیا کر رہے ہیں آپ۔ کیا کیا آپ نے۔ اس کیس کے سلسلے میں اب تک؟"

"جناب عالی۔ میں نے ہر ممکن کوشش کی۔ آپ نہ صرف مجھ سے بلکہ جو لوگ اس سلسلے میں کام کر رہے ہیں ان سے بھی معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ جن، بھوت پریتوں کو گرفتار کرنا کم از کم محکمہ پولیس کی تربیت میں شامل نہیں ہے ہمیں بھوتوں کو پکڑنے کے لیے کوئی گر نہیں سکھایا گیا۔"

"گویا آپ کا مطلب تھا کہ محکمہ پولیس جو ٹریننگ دیتا ہے اس میں پولیس والوں کو عملیات وظائف اور جادو ٹونوں کی تربیت بھی دینا چاہیئے تاکہ پولیس والے چِلّہ کشی کرنے کسی دریا کے کنارے بیٹھ جائیں اور چالیس دن کا چِلّہ کریں تاکہ بھوت یا مجرم چِلّہ پورا ہوتے ہی ان کے سامنے ہاتھ جوڑے حاضر ہو جائیں کہ حضور بہت ہو گئی اب ہمیں گرفتار کریں، ہم حاضر ہو گئے ہیں۔"

پولیس کمشنر نے طنزیہ لہجہ میں کہا۔ سب کو اس بات پر ہنسی آگئی۔

"ہنسنے کی بات نہیں ہے آپ لوگ براہ کرم سنجیدگی سے میری بات سنیں۔ بھوتوں، پریتوں کے وجود اس دور میں ختم ہو چکے ہیں اگر بھوتوں کا کبھی وجود بھی تھا یا ہے تو اب وہ انسانوں سے بہت دور بھاگ گئے ہیں کیونکہ انسان اب ان سے بڑا بھوت ہے۔ ان حالات میں کوئی اگر بھوتوں کی بات سنائے تو وہ بڑی عجیب لگتی ہے۔"

"جی۔ آفاق حیدر نے کہا۔"

"لیکن جناب بعض اوقات کچھ مجرم اس قسم کی کارروائیاں کرتے ہیں کہ ان پر بھوت پریت ہونے کا شبہ پیدا ہو جاتا ہے۔"

"کیا مطلب ہے؟"

"میرا مطلب یہ ہے جناب، میں آپ کی توجہ اسی کیس کی جانب دلانا چاہتا ہوں۔ جس میں انسپکٹر خادم نے ہوٹل امپیریل کے اندر ایک شخص کو دیکھا تھا۔ جس نے کرائے پر کمرہ حاصل کیا اور جب وہ کمرے میں پہنچا تو اس نے اپنے بدن سے پٹیاں کھولنی شروع کر دیں اور تھوڑی دیر کے بعد وہ ایک چمکدار ہیولے میں تبدیل ہو گیا۔ مجھے بتائیے جناب وہ کیا چیز تھی؟ آفاق حیدر نے سنبھل کر کہا اور پولیس کمشنر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"انسپکٹر خادم کا وہم، ان کا کسی سلسلے میں ناکام ہو کر اپنی بچت کرنے کے لیے ایک بہانہ۔ میں اس بات کو اس سے زیادہ

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

نہیں دیتا۔" پولیس کمشنر نے کہا اور انسپکٹر خادم کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

چونکہ پولیس کمشنر نے براہ راست اس سے مخاطب ہو کر کوئی بات نہیں کہی تھی اس لیئے اس نے خاموشی اختیار کی۔ آفاق حیدر اور دوسرے لوگ اُسے دیکھنے لگے، پھر ایک اور بڑے پولیس آفیسر نے کہا۔

"نہیں کمشنر صاحب میرے خیال میں یہ انسپکٹر خادم کے ساتھ زیادتی ہے۔ وہ بہت سارے ایسے معاملات میں کارہائے نمایاں انجام دے چکے ہیں، جو بہت ہی اہم تھے، محکمہ پولیس نے انہیں ان معاملات میں کامیاب ہونے پر بہت سے انعامات سے بھی نوازا ہے۔"

"میں خود اِن کی عزت کرتا ہوں، لیکن وہ مجھے میرے اس سوال کا جواب نہیں دے سکتے کہ یہ سب کیا ہے اور وہ اپنی کوششوں میں ناکام کیوں رہے ہیں؟"

"اگر پولیس کمشنر صاحب مجھ سے جواب حاصل کرنا چاہتے ہیں تو پھر انہیں میرے جواب سے بہت مایوسی ہو گی۔" انسپکٹر خادم نے جواب دیا۔

"مایوسی تو مجھے ہے آپ کے جواب سے نہیں بلکہ آپ کی کارکردگی سے، ویسے فرمایئے آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟"

"ایک دلچسپ لطیفہ سناؤں آپ کو کمشنر صاحب لاشیں نکالنے کے کیس بھی اس سلسلے کی ایک کڑی ہیں، جو میرے سپرد کیا گیا تھا۔ یہ وہی پراسرار شخصیت ہے۔ جس نے اب تک کئی سائنسدانوں کے قتل کیئے ہیں اور اب وہ ایک خونخوار کتے کی شکل میں قبرستانوں کو تباہ برباد کر رہی ہے، قبروں کو کھود کر لاشیں کھا رہی ہے، کہیئے کمشنر صاحب کیسی دلچسپ بات ہے یہ۔ میرا ایک دوسرا بہانہ ایک دوسرا فریب تھا" انسپکٹر خادم نے کہا اور کمشنر صاحب بے اختیار ہنس پڑے۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا انسپکٹر خادم کہ آج کل آپ پر اس قسم کی تخریبات کا موڈ کیوں طاری ہے؟"

"دراصل میں محکمہ پولیس سے استعفیٰ دینا چاہتا ہوں اس لئے اس قسم کی حرکات کا مرتکب ہو رہا ہوں" انسپکٹر خادم نے آگ بگولہ ہو کر کہا اور پولیس کمشنر سنجیدہ ہو گئے۔

"اگر آپ ایسی ہی کوئی حرکت کرنا چاہتے ہیں تو پھر آپ کو اس میٹنگ میں شرکت کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ براہ کرم آپ باہر چلے جائیے۔" پولیس کمشنر نے کہا۔ انسپکٹر خادم نے کھڑے ہو کر سیلوٹ کیا اور باہر نکل گیا۔

بات حد سے زیادہ بڑھ گئی تھی۔ وہ شدید ذہنی غصے کا شکار ہو گیا تھا اس لئے برداشت نہیں کر پایا تھا۔

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

باہر نکل کر اس نے استعفیٰ لکھا اور اسے متعلقہ افسر کو دینے کے بعد باہر نکل آیا۔ اس کا دماغ غم و غصے سے کھول رہا تھا۔ وہ درحقیقت فرض شناس آفیسر تھا اور اس کا ریکارڈ ایسا نہیں تھا کہ اس پر کیچڑ اچھالی جا سکے۔ لیکن کمشنر صاحب نے بہت سخت الفاظ میں اس سے گفتگو کی تھی اور بلاشبہ اُس نے بھی گستاخی سے کام لیتے ہوئے غلط جوابات دیئے تھے اور اس کے نتیجے میں اسے سخت ترین مراحل سے گزرنا پڑ سکتا تھا۔ لیکن جذبات میں آکر وہ یہ اقدام کر بیٹھا تھا۔

استعفیٰ دے کر وہ وہاں سے واپس چلا آیا اور اپنے گھر پہنچ گیا۔ لیکن اس کے دل میں غم و غصے کا طوفان امنڈ آیا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ محکمہ پولیس میں رہ کر نہ سہی، اپنے طور پر وہ ان معاملات سے نمٹنے کی کوشش ضرور کرے گا، چاہے اس کے لئے اپنی جان کی بازی ہی کیوں نہ لگانی پڑے۔

جاسوس اینڈ کمپنی حالات سے بے خبر نہیں تھی۔ شہر میں ہونے والی پراسرار وارداتوں کی خبریں اخبارات میں بھی چھپ رہی تھیں اور خوب ہنگامہ ہو رہا تھا۔

اس کے علاوہ ہر جگہ انہیں وارداتوں کے چرچے ہو رہے تھے۔ اور لوگ بڑے خوفزدہ تھے۔

کمپنی کی ایک ہنگامی میٹنگ ہوئی۔ اور تینوں دوست ایک درخت کے نیچے جمع ہو گئے۔

"یہ سب کیا ہو رہا ہے ساجد؟" جاوید نے کہا۔

"خدا کی قسم۔ میں تو بیٹھا ہوا ہوں۔" ساجد نے کہا۔

"مذاق مت کرو۔ یہ تمام حادثات۔ شہر میں پھیلی ہوئی یہ

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

گڑبڑ۔ آخر اس میں کس کا ہاتھ ہے؟"

"میرا نہیں ہے چیف۔" ساجد رونے کی اداکاری کرتے ہوئے بولا۔

"میرا بھی نہیں ہے سر۔" اسلم نے کہا۔

"اس سنجیدہ میٹنگ میں بھی تم سنجیدہ نہیں ہوئے" جاوید نے غصے سے ان دونوں کو گھورتے ہوئے کہا۔

"چلو سنجیدہ ہو گئے۔"

"بلکہ رنجیدہ ہو گئے۔"

"رنجیدہ کیوں؟" اسلم نے کہا۔

"پتہ نہیں۔" ساجد گردن ہلا کر بولا۔

"وہ پراسرار کتا کون ہے؟"

"صحرائے اعظم افریقہ سے بغیر ٹکٹ آیا ہے۔" اسلم بولا۔

"پھر غیر سنجیدگی۔"

"چلئے جنوبی امریکہ سے آیا ہو گا۔"

"بغیر ٹکٹ۔" ساجد نے ٹکڑا لگایا۔

"اگر اس کے بعد کوئی فضول بات کی گئی تو میں یہ میٹنگ برخاست کر دوں گا۔" جاوید بولا۔

"اسلم تم بہت فضول آدمی ہو۔" ساجد بولا۔

"آداب عرض کرتا ہوں۔ میں کس قابل ہوں۔"

"خیر قابلیت کا تم سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اگر قابل ہو تو بتاؤ وہ پراسرار کتا کون ہے؟" ساجد نے کہا۔

"کیا وہ؟" اسلم شرما کر بولا۔

"کیا مطلب؟" جاوید تعجب سے بولا۔

"ساجد ناراض ہو جائے گا۔" اسلم نے اس انداز میں کہا۔

"میں کیوں ناراض ہو جاؤں گا۔" ساجد گھبرا کر بولا۔

"کل میں نے تمہیں دم ہلاتے دیکھا تھا۔"

"کیا مطلب؟"

"اور تمہاری آنکھوں سے چنگاریاں نکل رہی تھیں۔"

"دیکھو۔" ساجد غرایا۔ "چیف یہ اسلم حد سے زیادہ — یہ مجھے کتا کہہ رہا ہے۔"

"نہ جانے آج تم لوگوں کو کیا ہو رہا ہے۔ سنجیدہ ہی نہیں ہوتے ہو۔"

"ساجد کو کیا ہو گیا ہے؟" اسلم نے کہا اور جاوید کو بھی ہنسی آ گئی۔ "اچھی بات ہے۔ میں یہ میٹنگ برخاست کرتا ہوں۔" وہ بولا

"ارے نہیں چیف۔ اب ہم سنجیدہ ہیں۔"

"کتے کے ہنگامے کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟"

"بڑا شریر کتا معلوم ہوتا ہے۔ مردوں سے مذاق کرتا ہے کمینہ کہیں کا۔" ساجد نے کہا۔

"بکواس بند کرو۔ لوگ پریشان ہو گئے ہیں اس سے اور پھر

ندیم
Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

یوں بھی قبروں کی بے حرمتی ہو رہی ہے۔"

"ہاں یہ بات تو ہے۔"

"کیا یہ قابلِ افسوس نہیں ہے۔"

"بالکل ہے۔"

"اور کیا یہ بات بھی قابلِ افسوس نہیں ہے کہ جاسوس اینڈ کمپنی جھک مار رہی ہے اب تک۔"

"یہ اس سے بھی زیادہ قابلِ افسوس ہے۔"

"مثلاً؟"

"اس کتے کو ڈانٹا ہوگا اپنے کتے۔ آخر کتا ہی رہا نا قبروں کی بے حرمتی کیوں کر رہا ہے۔" ساجد بولا اور پھر جلدی سے اس نے منہ پر ہاتھ رکھ لیا کیونکہ جاوید نے اسے گھور کر دیکھا تھا

"سوال یہ ہے کہ کیا کرنا چاہیئے۔" وہ بولا۔ اب ساجد اور اسلم بھی سنجیدہ ہو گئے تھے۔

"پولیس قبرستانوں میں موجود ہے۔"

"ہاں۔"

"اور آج تک کچھ نہیں کر سکی ہے۔"

"یہ بھی درست ہے۔"

"پھر ہم کیا کر سکیں گے؟"

"جاسوس اینڈ کمپنی بے وقوفوں کی انجمن نہیں ہے ہمیں کوئی

ایسی ترکیب سوچنی چاہیئے جو دوسروں سے قیمتی ہو۔"

"مثلاً؟"

"سوچو۔ غور کرو۔"

"کیوں نہ ایک بار اس کتے کا جائزہ لیا جائے۔"

"کیسے؟"

"قبرستان چل کر۔"

"قبرستان کا حال معلوم ہے۔"

"کیا؟"

"پولیس کی ہدایت ہے کہ رات کو کوئی انسان قبرستان کا رخ نہ کرے ورنہ اسے گولی مار دی جائے گی۔"

"ہاں یہ بات اخبار میں چھپ بھی چکی ہے۔"

"پھر؟"

"یہ رات کی بات ہے نا۔ دن میں تو کوئی پابندی نہیں ہے۔"

"ہاں دن میں کوئی پابندی نہیں ہے۔"

"تو پھر کام بن گیا۔"

"وہ کیسے؟"

"ہم دن میں قبرستان چلیں گے۔"

"دن میں جا کر کیا کریں گے۔" ساجد بولا۔

"سوچو جاسوس ٹھکری۔ سوچو۔ عقل استعمال کرو۔"

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

"وہ سیکنڈ ہینڈ ہے۔" ساجد کھوپڑی پر انگلی مارتا ہوا بولا۔

"کیوں ذاتی کہاں گئی۔؟"

"آئسکریم والے کو فروخت کر دی تھی۔"

"تو پھر میری عقل سے سوچ۔ ہم دن میں قبرستان چلیں گے اور کہیں چھپ جائیں گے۔ اور پھر رات کو۔"

"گویا پورا دن۔؟"

"سو فیصدی۔"

"اور والدین حضور جو چمڑی ادھیڑیں گے اُس کا کیا ہوگا۔" ساجد بولا۔

"قربانی۔ یا پھر کوئی اسکیم۔ آؤ غور کریں۔" تینوں سر جوڑ کر بیٹھ گئے۔

ندیم

جاوید کی آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے تھے۔ محمود علی صاحب پریشان ہو گئے۔

"کیا بات ہے جاوید۔؟"

"ڈیڈی۔ میرے دوست اکرام کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔"

"کون اکرام۔؟"

"میرے ساتھ پڑھتا ہے۔"

"اوہ۔ کیا زیادہ چوٹ آئی ہے۔"

"بہت زیادہ۔"

"بہت افسوس ہوا۔ کونسے ہسپتال میں ہے۔؟"

"وہ بہت غریب لوگ ہیں ڈیڈی۔ پرائیویٹ ہسپتال میں اکرام

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

کو داخل نہیں کر سکتے۔ سرکاری ہسپتال والوں نے مرہم پٹی کر کے تو رخصت کر دیا ہے۔" جاوید نے سسکیاں لیتے ہوئے کہا۔

"اوہ تم اُس کی مدد کرو۔ پیسے لو مجھ سے۔" محمود علی نے کہا۔

"پیسے تو میرے پاس موجود ہیں ڈیڈی۔ لیکن اکرام بے چارے کا اس دنیا میں بوڑھی ماں کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔"

"اوہ۔ تو تم کیسے دوست ہو اس کے۔ اسکی تیمارداری کرو۔"

"آپ سے اجازت لینا تھی ڈیڈی۔"

"اجازت ہے میری طرف سے جاؤ۔"

"ممکن ہے مجھے رات کو بھی اس کے پاس رہنا پڑے۔"

"کوئی حرج نہیں ہے۔ انسان کو انسان کے کام آنا چاہیے۔" محمود علی صاحب نے کہا پھر بولے "بودم کو ساتھ لے جانا ہے اپنے ساتھ روک لینا۔"

"بہتر ہے۔" جاوید نے کہا اور وہاں سے نکل گیا۔ لیکن اس کے دل میں پھر بھی ایک احساس ہو رہا تھا۔ اس نے ڈیڈی سے جھوٹ بولا ہے۔ یہ اچھی بات نہیں ہے۔ یہ برا ہوا لیکن اگر اصل بات انہیں بتائی جاتی تو کیا وہ اس خطرناک کام کی اجازت دے سکتے تھے۔

کچھ بھی ہو یہ دھوکہ دہی اچھی بات نہیں تھی دل اس بات کو تسلیم

نہیں کر رہا تھا۔

اس نے سچے دل سے عہد کیا۔ آئندہ ایسا جھوٹ نہیں بولوں گا۔ ساجد اور اسلم بھی اسی قسم کے بہانے کر کے وہاں پہنچے تھے۔ یہاں ان لوگوں سے ملاقات کا پروگرام بنایا تھا۔

"ہیلو۔" ساجد، ہیلو اسلم۔

"چلتے چلتے ہی یہاں آ رہے ہیں اب نہیں چلا جاتا۔" اسلم نے جواب دیا۔

"اجازت مل گئی۔"

"ہاں یار بڑے غلط جھوٹ بولنے پڑے ہیں۔"

"مجھ سے بھی یہی غلطی ہوئی ہے۔"

"اکرام کی حالت اب کیسی ہے۔" ساجد بولا۔

"فضول بکواس مت کرو۔ اگر ڈیڈی نے معلوم کر لیا اکول سے تو انہیں پتہ چلے گا کہ اکرام نام کا ہمارا کوئی دوست ہی نہیں ہے۔"

"اب تو جو ہونا تھا ہو چکا ہے۔ آئندہ خیال رکھیں گے۔" اسلم بولا۔ تینوں دوست کار میں آ بیٹھے بودم نے کار اسٹارٹ کر دی۔

"کہاں چلوں صاحب۔"

"ایک منٹ۔ ہاں دوستوں اب کیا پروگرام ہے۔"

"تیاریاں۔"

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

"ابھی کچھ نہیں ہوئی ہیں۔ اب کریں گے۔"

"دوپہر کا کھانا کھا لیا جائے۔"

"ہاں۔ اس سے پہلے ضروری چیزیں خرید لی جائیں۔"

"مثلاً۔؟"

"تھرماس، ٹافیاں، چیونگم اور ایسی ہی دوسری چیزیں۔"

"کونسے قبرستان چلوگے۔؟"

"یہی کام سب سے مشکل ہے۔"

"کیوں نہیں ہوتی۔"

"بھئی اب یہ بات طے تو نہیں ہوئی کہ وہ کونسے قبرستان میں آئے گا۔ اور اگر ہم نے کسی قبرستان کا انتخاب کر لیا اور اس رات وہ کسی دوسرے قبرستان میں گیا تو کیا ہوگا۔"

"کل دوسرے قبرستان میں دیکھیں گے۔"

"اور کل بھی اگر۔"

"تو پرسوں تیسرے قبرستان میں۔"

"گھر سے اجازت کیسے ملے گی۔"

"کل اکرام کا انتقال ہو جائے گا۔"

"اور پرسوں۔؟"

"پرسوں تدفین۔ اور اس کے بعد سوئم وغیرہ۔"

"نہیں بھائی روز کا جھوٹ نہیں چل سکے گا۔"

"ان باتوں کو چھوڑو۔ اللہ مالک ہے۔" جاوید نے کہا۔ اور بودم سے بازار چلنے کے لئے کہا گیا۔

بودم نے کار آگے بڑھا دی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ ایک جنرل اسٹور میں گھس گئے۔ چائے کے تین تھرماس۔ بہت سی ٹافیاں بہت سی چیونگم اور ایسی ہی اور دوسری چیزیں خرید لی گئیں۔ اور پھر ہوٹل گلیمر میں ان کی نشست جمی۔ گلیمر کے ویٹر سے انھوں نے کھانا طلب کیا۔ ایک درجن سینڈوچ الگ الگ پارسل کرنے کے لئے کہا اور تھرماسوں میں چائے بھروالی۔ اور تھوڑی دیر کے بعد وہ اس کام سے فارغ ہو کر واپس کار میں آبیٹھے۔

ساجد نے جاوید کے کان میں سرگوشی کی۔

"ایک بات تو بتاؤ جاوید۔؟"

"ہاں پوچھو۔"

"بھائی بےدم۔ میرا مطلب ہے بودم کے بارے میں کیا سوچا۔؟"

"بڑا اچھا انسان ہے۔"

"وہ تو ہے۔ لیکن کیا ہماری یہ بات مان لے گا۔؟"

"ہاں اور کیا۔ دیکھو کس طرح کان دبا کر بات مانے گا۔" جاوید نے کہا۔

"کان دبا کر، میں نے تو اس کے کان کبھی دبتے ہوئے نہیں دیکھے۔" ساجد نے جواب دیا۔

Scanned and Uploaded By Nadeem
Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

"یہ محاورہ ہے۔"

"کمال ہے یار، کبھی تو دیا کرو کہ اس وقت محاورہ بول رہے ہو یا سیدھی سچی بات کر رہے ہو۔"

"تم کہنا کیا چاہتے تھے۔"

"میرا مطلب ہے بودم ساری رات کہاں رہے گا۔"

"اسے سمجھا دیتے ہیں۔" جاوید نے جواب دیا اور پھر بودم سے مخاطب ہو کر بولا۔

"بودم میاں کچھ پیسے ویسے کمانے کو دل نہیں چاہ رہا۔ آج کل تمہارا۔"

"کیوں نہیں چاہ رہا چھوٹے صاحب کس کا دل نہیں چاہتا کہ وہ پیسے کمائے۔"

"کتنے چاہتے ہو۔"

"جو بھی ہاتھ آ جائیں۔"

"دس روپے کیسے رہیں گے۔؟"

"بس ٹھیک رہیں گے۔"

"اور بیس روپے۔"

"وہ اس سے زیادہ ٹھیک رہیں گے۔"

"اور پچاس روپے۔"

"ا.. بس.. دفعتاً بودم نے کار میں بریک لگا دیا۔ لگ گیا

"صاحب۔ پپ پچاس روپے۔" وہ متحیرانہ انداز میں بولا۔

"ہاں۔ یہ دیکھو۔ یہ نوٹ پچاس روپے کا ہی ہے نا۔"

جاوید نے جیب سے نوٹ نکال کر بودم کے سامنے کر دیا۔

"ہے تو پچاس کا ہی۔ لیکن۔ لیکن یہ آپ مجھے دے دیں گے۔"

"کیوں نہیں دیں گے۔"

"تو دے دیجئے۔"

"ایسے نہیں۔"

"پھر کیسے صاحب۔"

"دولت کمانے کے لئے انسان کو محنت کرنی پڑتی ہے۔"

"بودم بڑا محنتی ہے سرکار آپ جو کہیں کرنے کو تیار ہے۔"

"تو پھر سنو، ہم قبرستان چل رہے ہیں، ساری رات قبرستان میں رہیں گے۔ تم کافی فاصلے پر اپنی کار کھڑی کر کے سوتے رہنا آرام سے جب ہم تمہیں جگائیں تو جاگ جانا۔ کیسی رہی۔"

"بہت اچھی سرکار۔ اور پھر یہ نوٹ مجھے مل جائے گا۔"

"مل کیا جائے گا مل گیا، یہ لو۔" جاوید نے پچاس روپے کا نوٹ بودم کے ہاتھ میں دے دیا اور بودم خوشی سے تلملانے لگا۔

"ارے ارے گاڑی تو آگے بڑھاؤ، انجن اسٹارٹ ہے

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

اور تم میں سڑک پر گارڈ کی روکے ہوئے ہو۔"

"اوہ ہاں صاحب۔ ہاں صاحب!" بودم نے جلدی سے گاڑی گیئر میں ڈال کر آگے بڑھا دی۔

"کہاں چلوں صاحب؟"

"قبرستان۔"

"جی ابھی سے؟" بودم نے سوال کیا۔

"کیوں کیا مطلب؟"

"ابھی تو میں زندہ ہوں صاحب۔"

"ابے ہم بھی تو تیرے ساتھ ہیں۔ چل کسی ایک قبرستان کی طرف چل۔ آج یہ فیصلہ تجھ پر ہی چھوڑ دیا۔" جاوید نے جواب دیا اور بودم نے کار آگے بڑھا دی۔

تھوڑی دیر کے بعد اس نے کار ایک قبرستان کے سامنے روک دی تھی۔ قبرستان شہر کے درمیانی علاقے میں تھا اور خاصا صاف ستھرا نظر آرہا تھا۔ دفعتاً جاوید نے دور سے ایک بس آتے ہوئے دیکھی۔ اس پر کسی جمعیت کا نام لکھا ہوا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ تدفین کرنے والی کوئی بس تھی۔ دفعتاً جاوید کو ایک ترکیب سوجھ گئی اس نے آہستہ سے بودم سے کہا۔

"بودم یہ بس آتے ہوئے دیکھ رہے ہو؟"

"جی سرکار۔"

"تو بس جب یہ قبرستان میں داخل ہوتا تو اس کے پیچھے پیچھے چلے پڑنا۔"

"جی سرکار۔" بودم نے جواب دیا۔

"اور اس کے بعد جب سب لوگ واپس ہونے لگیں تو تم بھی خالی کار لے کر واپس آجانا۔ یہ نہ سوچنا کہ ہم کہاں گئے۔"

"جی سرکار۔" بودم نے جواب دیا۔

"جی سرکار کے بچے غور بھی کر رہا ہے یا یونہی جی سرکار کہے جا رہا ہے۔"

"جی سرکار۔" بودم نے جواب دیا اور جاوید اور اسلم بری طرح ہنس پڑے۔ بس کے پیچھے دو تین کاریں بھی اور آرہی تھیں۔

جاوید کی نگاہیں اور ادھر ادھر بھٹک رہی تھیں پھر اس نے قبرستان سے کافی فاصلے پر ایک عمارت کی طرف دیکھ کر کہا۔

"بودم۔"

"سرکار۔"

"وہ عمارت دیکھ رہے ہو جس کے پاس درخت لگے ہوئے ہیں؟"

"وہ پیلے رنگ کی؟"

"بالکل وہی۔"

ندیم

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

"وہاں دیکھ رہے ہیں سرکار کوئی ہم اندھے ہیں۔" بودم پچاس روپے مل جانے سے بہت خوش نظر آرہا تھا۔

"بس تم اسی کے پاس کار روک دینا۔ خبردار کسی بھی وقت تمہاری ضرورت پیش آسکتی ہے اس لیے وہاں سے کہیں جانے کی کوشش مت کرنا۔"

"کبھی ایسا کیا ہے سرکار۔"

"اب بھی مت کرنا۔" جاوید نے کہا۔

بس اور کاریں قریب آگئی تھیں۔ بس میں کسی کو تدفین کے لیے ہی لایا گیا تھا۔ قبرستان کے دروازے پر پولیس کے آدمی موجود تھے۔ مگر انھوں نے جنازے کو نہیں روکا اور ان کے ساتھ ہی یہ کار بھی اندر داخل ہو گئی۔ بے چارے پولیس والے بھی سمجھے تھے کہ یہ لوگ بھی تدفین کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔

تمام لوگوں کے ساتھ ان کی کار بھی رک گئی۔ اور تینوں نیچے اتر آئے۔ بس سے لوگ نیچے اتر گئے تھے۔ جاوید، ساجد اور اسلم موقع کی تاک میں تھے جنازہ کے لانے والے اپنے کام میں مصروف ہو گئے تھے۔ یہ تینوں موقع پا کر کھسک گئے تھے وہ قبرستان کے مختلف حصوں سے گزرتے ہوئے آگے بڑھ گئے اور پھر انہوں نے کئی قبریں کھدی ہوئی دیکھیں۔

"ارے یہ اتنی ساری قبریں۔"

"وہاں پتہ نہیں کیوں۔"

"او جاوید۔ ایک بات بتاؤ۔"

"کیا۔"

"یہ قبریں ہمارے چھپنے کے کام نہیں آسکتیں۔" ساجد بولا اور جاوید کسی سوچ میں ڈوب گیا پھر بولا۔

"دن میں نہیں۔"

"کیا مطلب۔"

"گورکن دن میں قبرستان کا چکر لگاتا ہوگا۔"

"ہاں یہ بات تو ہے۔"

"البتہ رات میں یہ ہمارے لیے بہترین ہوں گی۔"

"مگر دن میں کہاں چھپیں گے۔"

"اس درخت پر۔" جاوید نے نیم کے ایک گھنے درخت کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "اس کی گھنی شاخوں میں ہم آرام سے چھپ سکتے ہیں۔"

"گڈ۔ ویری گڈ۔ یہ اچھا آئیڈیا ہے۔ دن بھر ہم اسی درخت پر چھپے رہیں گے اور رات کو نیچے اتر کر قبروں میں گھس جائیں گے۔"

"یار جاوید رات کو قبرستان میں ڈر نہیں لگے گا۔" اسلم نے کہا۔

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

"اے جاسوس کے بچے۔ شامت آرہی ہے کیا۔ خبردار جو آئندہ ڈر کا نام لیا!"

"سوری چیف!" اسلم بولا۔

دفعتاً وہ چونک پڑے۔ انہیں اپنے عقب سے بھاری قدموں کی آوازیں سنائی دی تھیں۔ ان تینوں نے پلٹ کر دیکھا اور ان کے رنگ فق ہو گئے۔ ایسا لگتا تھا جیسے انہوں نے کوئی بہت خوفناک چیز دیکھ لی ہو۔

ندیم

یہ ایک پولیس مین تھا۔ جو ہاتھ میں رائفل تھامے ان کے بالکل قریب آیا تھا۔ پھر اس نے کڑک دار آواز میں پوچھا۔

"اے بچو۔ تم یہاں کیا کر رہے ہو؟"

"ایسے ہی انکل۔ قبروں پہ فاتحہ پڑھنے آئے تھے!"

"تم اس جنازے کے ساتھ ہو؟"

"ہاں انکل؟"

"کس کا انتقال ہوا ہے؟"

"ہمارے نانا کا!" جاوید جلدی سے بولا۔

"خدا مغفرت کرے۔ جاؤ بچو۔ واپس جاؤ آج کل حالات ٹھیک

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

نہیں ہیں تو

"انکل آپ یہاں پہرہ دیتے ہیں؟"

"ہاں۔"

"رات کو بھی؟"

"ایں! پولیس مین نے گھبرا کر کہا، پھر بولا "ہاں رات کو بھی۔"

"انکل یہ اتنی ساری قبریں کیوں کھدی پڑی ہیں؟"

"گورکن قبریں کھود کر رکھتے ہیں کہ کب کسی کو ضرورت پڑ جائے۔"

پولیس والے نے جواب دیا اور آگے بڑھ گیا

انہوں نے ایک دوسرے کو آنکھ ماری اور نیم کے اس درخت کی طرف دیکھنے لگے جس پر انہیں آج رات بسیرا کرنا تھا اور آہستہ آہستہ ٹہلتے ہوئے وہ اس درخت کے پاس پہنچ گئے۔

"عمدہ جگہ ہے۔" جاوید نے کہا۔

"اس کی گھنی شاخوں میں کوئی ہمیں دیکھ بھی نہیں سکے گا۔

ویسے رات ہوتے ہی ہم نیچے اتر آئیں گے۔"

"دن ہم اپنے آباؤ اجداد کی طرح وقت گزاریں گے۔" اسلم نے کہا۔

"کیا مطلب؟" جاوید بولا۔

"آباؤ اجداد۔ جن کے سکڑے ہوئے نمونے اب بھی نظر آجاتے ہیں؟" اسلم نے کہا۔

"تمہاری بکواس میری سمجھ میں نہیں آئی۔"

"میں بندروں کی باتیں کر رہا ہوں۔ انسان پہلے بندر ہی تو تھا۔" اسلم نے کہا۔

"تم تو شکل سے اب بھی بندر لگتے ہو۔" جاوید جل کر بولا۔

"ہم سب لگتے ہیں بس اب ہم نے دو ٹانگوں سے چلنا شروع کر دیا ہے۔ ورنہ کچھ عرصہ میں۔۔۔!"

"دو ٹانگوں والے گدھے اب جلدی سے درخت پر چڑھنے کی کوشش کرو۔ وہ لوگ لاش کو دفن کر چکے ہیں اور اب فاتحہ پڑھ کر واپس چلے جائیں گے۔ پولیس اس وقت قبرستان میں موجود ہے اور ایک پولیس والے نے ہمیں یہاں دیکھ لیا ہے۔ ابھی تو اس نے غور نہیں کیا لیکن تھوڑی دیر کے بعد جب یہ لوگ چلے جائیں گے اور اسے ذرا بھی شبہ ہو گیا کہ کوئی قبرستان میں باقی رہ گیا ہے تو وہ ہم سب کو گدی سے پکڑ کر تھانے میں لے جائے گا اور بند کر دے گا۔"

"تو کر دے۔ اپنے چچا جان کس دن کام آئیں گے میری مراد انکل خادم سے ہے۔"

"اس کے بعد وہ بھی تمہاری مدد نہیں کر سکیں گے تمہیں لاشیں کھانے کے جرم میں گرفتار کر لیا جائے گا۔"

"توبہ توبہ کیسی فضول باتیں کرتے ہو تم۔" اسلم برا سا منہ بنا کر بولا اور اس کے بعد وہ نیم کے اس گھنے درخت پر چڑھنے کی کوشش

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

کرنے لگے تینوں ہی تیز طرار تھے اور اس قسم کی مشقیں خوب کر چکے تھے چنانچہ انہیں درخت پر چڑھنے میں کوئی دقت نہ ہوئی اور تھوڑی دیر کے بعد انھوں نے ایسی گھنی شاخوں کو اپنے لیے منتخب کر لیا جن میں چھپ کر بیٹھنے کے بعد ان کے دیکھ لیے جانے کے امکانات ختم ہو گئے تھے اور کوئی قریب آکر بھی غور سے دیکھتا تب بھی ان کا پتہ نہ چلتا یہ درخت ان کے لیے واقعی کارآمد ثابت ہوا تھا تھوڑی دیر کے بعد انھوں نے بس اسٹارٹ ہونے کی آواز سنی اور پھر بس کے ساتھ ساتھ کاریں بھی واپس چل پڑیں اور پھر قبرستان میں گہرا سناٹا چھا گیا پولیس والا جو شاید کچھ لوگوں کی موجودگی میں خود کو مستعد کرنے کے لیے قبروں کے درمیان چکر لگا رہا تھا اب کسی ایسے گوشے میں روپوش ہو گیا تھا جو یقیناً قبرستان سے باہر ہوگا۔ گورکن وغیرہ بھی نظر نہیں آرہے تھے قبرستان پر قبرستانوں کا سا سناٹا طاری ہو گیا تھا۔

حالانکہ دن کا وقت تھا لیکن اس سناٹے میں بھی ایک عجیب سی خوف کی آمیزش تھی وہ لوگ بیٹھے آہستہ آہستہ لہجے میں گفتگو کرتے رہے اس کے ساتھ ساتھ ہی وہ پتوں سے جھانک کر دور دور تک کا جائزہ بھی لے لیتے تھے کہ کہیں کوئی موجود تو نہیں ہے اور جب اطمینان ہو جاتا تھا کہ اب دور دور تک کسی انسان کا پتہ نہیں ہے تو پھر مختلف موضوعات پر باتیں کرنے لگتے تھے اپنے اپنے کارنامے

دہراتے تھے اور پتہ نہیں کیا کیا باتیں۔ اس طرح وقت گزرتا رہا اور آہستہ آہستہ شام کے دھندلکے فضاؤں میں پھیل گئے۔

شام جھکتی چلی آرہی تھی آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے اور تاریکی اس تیزی سے فضا پر حملہ آور ہو رہی تھی جیسے ذرا سی دیر میں گہری رات ہو جائے گی پھر ہلکی ہلکی بوندا باندی ہونے لگی اور یہ تینوں گھبرا گئے۔

"یہ گڑبڑ ہو گئی یار اب اس بوندا باندی میں کیا ہوگا؟"

"کیوں خیریت۔ کیا بارش تمہیں نگل جائے گی میرا تو خیال ہے کہ گھنے پتوں میں بارش ہم تک پہنچے گی بھی نہیں۔"

"حضور والا۔ گھنے پتوں میں تو نہیں پہنچے گی لیکن وہ قبریں جو ہم اپنے لیے منتخب کر چکے ہیں پانی سے بھر جائیں گی اور اس کے بعد کیا ہوگا یہ آپ خود سمجھ سکتے ہیں۔"

"ارے ہاں۔ یہ تو ہم نے سوچا بھی نہیں تھا پھر تو واقعی گڑبڑ ہو جائے گی۔" جاوید نے پریشان لہجے میں کہا۔

"کوئی بات نہیں ہم ان قبروں کو باتھ روم کا ٹب سمجھ لیں گے اور ان میں بیٹھ جائیں گے نہاتے بھی رہیں گے اور اپنا کام بھی ہو جائے گا۔" اسلم نے ہنستے ہوئے کہا۔

تینوں خاموش ہو گئے تاریکی تیزی سے پھیلتی چلی جارہی تھی تھوڑی دیر کے بعد رات ہو گئی۔ بادلوں کی وجہ سے آسمان پر تاریکی

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

بھی نظر نہیں آ رہے تھے یہی شکر کی بات تھی کہ بارش ہلکی بوندا باندی تک محدود رہی اور اس کے بعد ختم ہو گئی بہت معمولی سی بوندیں پڑ رہی تھیں لیکن بادل بدستور چھائے ہوئے تھے اور کسی بھی وقت بارش کا خطرہ تھا جب رات گہری ہو گئی اور دور تک روشنی کی کوئی رمق باقی نہ رہی تو وہ آہستہ آہستہ سنبھل کر درخت سے نیچے اترنے لگے اور تھوڑی دیر کے بعد قبروں کے درمیان سے گزرتے ہوئے ان کھدی ہوئی قبروں کے پاس پہنچ گئے جو بے کار پڑی ہوئی تھیں اور جنہیں وہ دن میں دیکھ چکے تھے تینوں قبریں برابر برابر تھیں دفعتاً ساجد نے کہا۔

"بھائی جاوید، ہم لوگ بہت بہادر ہیں نا۔"

"ہاں کیوں تمہیں ڈر لگ رہا ہے۔؟"

"نہیں ڈر نہیں لگ رہا لیکن بہادری کے ساتھ ساتھ انسان میں عقل بھی ہونی چاہیے نا۔"

"کیا مطلب، کیا کہنا چاہتے ہو۔"

"مطلب یہ کہ قبریں تو یہاں بہت سی ہیں ہم لوگ اپنے لیے الگ الگ مکان کا انتخاب کیوں کریں اگر ایک ہی قبر میں گھس کر بیٹھ جائیں تو کیا حرج ہے۔" جاوید ہنس پڑا۔

"گویا اعتراف کرو کہ تمہیں ڈر لگ رہا ہے۔"

"کمال ہے لگنے کو تو مجھے نجانے کیا کیا لگ رہا ہے۔ لیکن ڈر

نہیں لگ رہا اگر تم چاہو تو ہم ایسا کر لیں کیوں اسلم تمہاری کیا رائے ہے۔"

"بالکل ٹھیک ہے یہ دیکھو اس قبر میں ہم تینوں با آسانی آ سکتے ہیں" اسلم نے ایک طرف اشارہ کر کے کہا۔ دل تو جاوید کا بھی ڈر رہا تھا لیکن بس خواہ مخواہ بہادری دکھانے میں مصروف تھا اس نے بہت بے تعلقی سے ان دونوں کی یہ پیشکش قبول کر لی اور تینوں ایک قبر میں بیٹھ گئے۔

قبر میں تینوں کے لیے گنجائش تھی صاف ستھری قبر میں وہ تینوں بیٹھے رہے صورتحال یہ تھی کہ اب ان کی کھوپڑیاں بھی باہر نہیں جھانک رہی تھیں حالانکہ یہ یقین نہیں تھا کہ آج رات وہ خوفناک انسان اس قبرستان میں داخل ہو گا یا وہ کتا جس کے بارے میں اب تک تفصیلات علم میں آ چکی تھیں۔ ممکن ہے وہ کسی دوسرے قبرستان میں چلا جائے لیکن اب تو ان لوگوں نے منصوبہ بنا ہی لیا تھا اور طے کر چکے تھے کہ جو ہو گا دیکھا جائے گا۔

اگر آج اس قبرستان میں بات نہیں بنتی تو کل دوسرے قبرستان میں اور پرسوں تیسرے قبرستان میں رات آہستہ آہستہ گزرتی رہی آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے لیکن بارش کا کوئی قطرہ اب نہیں برس رہا تھا نجانے کیا وقت ہو گیا ماحول پر چھائے ہوئے گہرے سناٹے سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ خاصی رات گزر گئی ہے اس دوران

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

وہ ساتھ لائی ہوئی چیزیں کھاتے پیتے تھے کئی بار چائے پی گئی تھی سینڈوچ وغیرہ کھائے گئے تھے اور اس کے بعد چیونگم چبائی جا رہی تھی۔

غالباً رات کا ایک بجا تھا اس وقت جب دفعتاً انہوں نے کچھ آہٹیں سنیں اور وہ چوکنے ہو گئے۔

" شاید پولیس ہے۔ " اسلم نے آہستہ سے کہا۔

" دیکھو۔ ذرا سا ابھر کر دیکھیں " جاوید بولا اور انہوں نے قبر سے سر ابھارے دور دور تک کوئی نظر نہیں آ رہا تھا لیکن ایک بار پھر آہٹیں سنائی دیں اور وہ تاریکی میں آنکھیں پھاڑنے لگے چونکہ کافی دیر سے یہاں موجود تھے اور ان کی آنکھیں تاریکی میں دیکھنے کی عادی ہو چکی تھیں چنانچہ دفعتاً انہوں نے ایک سمت ایک عجیب و غریب روشنی دیکھی یوں لگتا تھا جیسے دو سفید بلب جل رہے ہوں اور ان کے اطراف میں سرخ سرخ روشنی کے دھند۔ لکے میں انہوں نے ایک سڈول بدن کا کتا دیکھا اور ان کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

روشن آنکھوں والا کتا جس کے بارے میں اخبارات میں تفصیلات شائع ہوئی تھیں انہیں امید نہیں تھی کہ اس آسانی سے ان کا کام بن جائے گا یہ کتا یہیں اور اسی جگہ نظر آ جائے گا وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے لیکن ان کی تقدیر اچھی تھی یا بری تھی کہ اس خونخوار کتے نے اسی قبرستان کا رخ کیا تھا اور وہ ان سے زیادہ دور بھی نہیں تھا وہ۔

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

دیکھ رہے تھے کہ کتا اپنے مضبوط پنجوں سے قبر کو کھود رہا ہے ان کے دلوں میں واقعی اس وقت دہشت پیدا ہو گئی تھی اس ہولناک کتے کو جو انسانی گوشت کھا جایا کرتا تھا دیکھ کر ان کی حالت اب خراب ہونے لگی تھی۔ تینوں ہی خاموش تھے ان کے حلق سے کوئی آواز نہیں نکل رہی تھی۔ خوف دہشت سے وہ سہمے ہوئے ایک دوسرے سے چمٹے بیٹھے تھے اور ان کی نگاہیں کتے پر جمی ہوئی تھیں جو انتہائی طاقتور معلوم ہوتا تھا اس کے مضبوط پنجے قبر کو اکھیڑے پھینک رہے تھے۔

تھوڑی دیر میں اس نے قبر کھول لی اور اس کے بعد انہوں نے ہڈیوں کے چٹخنے کی آوازیں سنیں۔

" آہ۔ یہ کتا ہے یا کوئی خوفناک جن " ساجد آہستہ سے جاوید کے کان میں بولا۔

" خاموش رہو۔ ہماری سرگوشی بھی سنی جا سکتی ہے " جاوید نے جواب دیا۔

" بھئی میرا خیال ہے ہم لوگ ڈر رہے ہیں " اسلم بولا۔

" نہیں ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے جب ہم اپنی زندگی پر داؤ لگا کر اس واقعے کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے نکل کھڑے ہوئے ہیں تو پھر ہمیں ہر طرح کے حالات سے نمٹنے کا فیصلہ کر لینا چاہیئے جو کچھ ہو گا دیکھا جائے گا " جاوید نے

Scanned and Uploaded By Nadeem

ہمت سے کہا اور اس کے ان الفاظ نے ان سب کی رگوں میں
بجلی سی دوڑا دی دفعتاً انہیں احساس ہوا کہ اب ان کے دل میں
خوف کا شبہ بھی نہیں ہے کتے نے قبر کھود لی تھی اور اس کے
بعد اس نے قبر میں دفن شدہ لاش کو اپنے لمبے لمبے دانتوں میں
پکڑ کر اوپر گھسیٹا اور تھوڑی ہی دیر کے بعد اس کے منہ سے ایسی
آوازیں ابھرنے لگیں جیسے وہ گوشت چبا رہا ہو ہڈیاں ٹوٹنے کی آوازیں
بھی سنائی دے رہی تھیں اور وہ لوگ سمجھ گئے تھے کہ وہ تمام کام ہو
رہا ہے جس کی خبریں آج تک وہ اخبارات میں پڑھتے رہے تھے آج
یہ ہولناک منظر ان کی آنکھوں کے سامنے تھا۔

ندیم

خوفناک کتا لاش کو ادھیڑتا رہا اور اس کی آوازیں ان تک
پہنچتی رہیں درحقیقت اب ان کے دلوں سے ڈر نکل گیا تھا فطری
طور پر ہی وہ بہادر تھے اور پھر اپنے مقصد کے لیے انہوں نے
یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ ڈرنے سے کام نہیں چلے گا بلکہ پوری ہمت
و دلیری کے ساتھ وہ اس سلسلے میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل
کریں گے اور شہریوں کو اس پراسرار کتے سے نجات دلانے
کے لیے اپنی جان کی بازی لگا دیں گے یہ جذبہ تینوں دوستوں میں تھا
درحقیقت ابھی عمر میں بہت چھوٹے تھے لیکن ان کے دل بہت
بڑے تھے اور ان کے دلوں میں اپنے ہم وطنوں اور اپنے جیسے

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

انسانوں کی محبت اور ان کی مدد کا جذبہ تھا اور جب دلوں میں ایسے نیک اور سچے جذبات ہوتے ہیں تو خدا تعالیٰ انسان کی مدد بھی کرتا ہے چنانچہ اس وقت ان کے دلوں میں ڈر کا شبہ بھی نہیں تھا وہ سب یہ سوچ رہے تھے کہ اب کیا کرنا چاہیے جاوید نے اسلم کے کان میں سرگوشی کی۔

"دوستو! تم خوفزدہ تو نہیں ہو؟"

"نہیں ہرگز نہیں اسلم اور ساجد نے بیک وقت جواب دیا۔"

"تو پھر ہم ایک کام کریں گے۔"

"وہ کیا؟"

"اس کتے کا پیچھا کریں گے ہم لوگ۔"

"بہت اچھا خیال ہے لیکن کیسے۔؟"

"بس جب یہ لاش کھا کر واپس چلے گا تو ہم اس کا پیچھا کریں گے۔ دیکھتے ہیں یہ کہاں جاتا ہے کہاں چھپتا ہے اگر ہم نے اس کی رہائش گاہ کا پتہ چلا لیا تو پھر مزا آجائے گا" جاوید بولا اور دونوں اس کام کے لیے مستعد ہو گئے۔

کتا اپنے کام سے فارغ ہو گیا پولیس والوں کا دور دور تک پتہ نہیں تھا بھلا انہیں کیا پڑی کہ اپنی زندگی خطرے میں ڈالتے ان کی ڈیوٹیاں یہاں ضرور لگا دی گئی تھیں لیکن جو کچھ یہاں ہو رہا تھا اس سے انہیں اندازہ تھا کہ کسی وقت کتا ان پر حملہ آور ہو سکتا ہے چنانچہ

آخر ہی گشت کرنے کے بعد کسی ایسی جگہ جا چھپتے تھے جو قبرستان سے دور دراز ہوتی تھی اور یہاں ان کی زندگیوں کو خطرہ نہیں ہوتا تھا

کتے نے اطمینان سے لاش ہڑپ کی اور اس کے بعد حلق سے طرح طرح کی آوازیں نکالنے لگا یہ تینوں ان آوازوں کو بغور سن رہے تھے اس کے بعد کتا واپس پلٹ پڑا اس کی آنکھوں کی روشنی ان کی رہنمائی کر رہی تھی دو سفید لکیریں اس طرح آگے بن رہی تھیں جیسے کسی کار کی ہیڈ لائٹس ہوا کرتی ہیں ان کی روشنیاں زیادہ تیز نہیں تھیں لیکن وہ انہیں دور سے دیکھ سکتے تھے۔

چنانچہ تینوں پھرتی سے قبر سے نکل آئے اور روشنیوں کی رہنمائی میں آگے بڑھنے لگے تھوڑی دیر کے بعد کتا قبرستان کے احاطے کے قریب پہنچ گیا اس نے ایک چھلانگ لگائی اور احاطے کی دیوار پر چڑھ گیا پھر دوسری طرف کود گیا۔

جاوید ساجد اور اسلم نے بھی اپنے بدن کی پوری قوت صرف کر کے چھلانگیں لگائی تھیں اور وہ احاطے کی دیوار کا اوپری حصہ پکڑنے میں کامیاب ہو گئے کیونکہ دیوار بہت زیادہ اونچی بھی نہیں تھی۔

پھر انہوں نے اپنے وزن سنبھال کر احاطے کی اوپری دیوار پر قدم رکھے اور دوسری طرف کود گئے۔

کتا اب ان سے پچیس تیس گز کے فاصلے پر آہستہ آہستہ جھومتا ہوا جا رہا تھا جیسے اسے دنیا کی کسی شے کا خطرہ نہیں ہو جاوید

ندیم

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

عمرو کو حیرت تھی کہ پولیس والے کہاں سو گئے اور ان حالات میں تو
رام سے کتے کو گولی ماری جا سکتی تھی لیکن دو بجے چاہیے یہ ہمت
ں نہیں کر پا رہے تھے۔ تینوں اتر کر ایک لمحے کے لیے رکے اور
ور تیز رفتاری سے کتے کے تعاقب میں آگے بڑھ گئے۔

کتا ایک طویل میدان عبور کر کے اس حصے میں پہنچ گیا جہاں
سے مکانوں کا سلسلہ شروع ہوتا تھا۔ یہ لوگ چھپتے چھپاتے اس کا
اقب کر رہے تھے کتے کی رفتار بھی زیادہ تیز نہیں تھی جیسے اسے
ازہ ہو کہ یہ بزدل انسان بھلا اس کا کیا تعاقب کر سکتے ہیں کافی دور تک
چلتا رہا کئی گلیاں سڑکیں اور میدان عبور کرنے کے بعد وہ ایک چھوٹی سی
دی میں پہنچ گیا جس میں چاروں طرف دور دور مکان بکھرے ہوئے تھے۔

یہ آبادی درمیانے درجے کے لوگوں کی تھی اور یہاں بہت سے
کان زیر تعمیر تھے اسے آباد ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا اکا دکا
کانوں میں لوگ رہتے تھے اور زیادہ تر مکانات خالی پڑے ہوئے
تھے ایک مکان کے سامنے ایک لمحے کے لیے رکا۔ یہ لوگ اس
سے تقریباً ساٹھ گز کے فاصلے پر تھے چنانچہ جیسے ہی کتا رکا یہ بھی اپنی
ور ٹھٹک گئے۔

کتے نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر مکان کا گیٹ پھلانگ کر اندر چلا
ان تینوں نے ایک دوسرے کی شکلیں دیکھیں اور اس کے بعد پھرتی
سے مکان کی جانب دوڑ لگا دی وہ کتے کو نگاہوں سے اوجھل نہیں

کرنا چاہتے تھے تھوڑی ہی دیر کے بعد وہ بھی مکان کے احاطے
میں دوسری طرف سے احاطے میں آ گئے۔ ایک چھوٹی مہندی کی باڑ لگی ہوئی
تھی جس میں با آسانی چھپا جا سکتا تھا مکان تاریک پڑا ہوا تھا لیکن چند ہی
لمحات کے بعد انہوں نے مکان کے ایک کمرے میں روشنی دیکھی یوں
لگتا تھا جیسے کسی نے بجلی جلائی ہو۔ جاوید نے ساجد اور اسلم کی طرف
دیکھا اور بولا۔

"اب کیا کرنا چاہیے۔؟"

"جیسا تم پسند کرو" ساجد بولا۔

"تم لوگ بھی تو کچھ مشورہ دو۔"

"نہیں جاوید تم چیف ہو تم جو کچھ کہو ہم اس کی تعمیل کرنے کو تیار
ہیں۔"

"تو میرے خیال میں اس چھوٹے سے مکان میں داخل ہو کر کتے
کو قریب سے دیکھنا مناسب نہیں ہے ہم نے ایک ایسی جگہ کا
پتہ لگایا ہے
جہاں وہ آتا ہے اس کا مقصد ہے کہ وہ کسی بھی قبرستان
میں واردات کرتا ہو واپس یہیں آتا ہے ورنہ ایسا نہ ہوتا کہ وہ اتنا فاصلہ
طے کر کے اس مکان میں آتا۔"

"دیکھتے جاؤ کیا معاملہ ہے" اس نے کہا وہ تینوں بالکل خاموش
ہو گئے روشنی بجھ گئی تھی اور اب آسمان پر چاند بھی نکل آیا تھا بادل

ندیم

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

چھپ گئے تھے چاند کی دھندلی دھندلی روشنی چاروں طرف پھیل گئی تھی پھر دروازہ کھلا اور ان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

اندر سے ایک آدمی برآمد ہوا جو ایک لمبا کوٹ اور فلیٹ ہیٹ پہنے ہوئے تھا ان تینوں نے ایک دوسرے کی شکلیں حیرت سے دیکھیں اور ایک دوسرے کے ہاتھ دبائے سوٹ پہنے یہ آدمی آہستہ آہستہ آگے بڑھتا رہا اور پھر وہ ایک جگہ رکا تب انہوں نے پہلی بار اس کار کو دیکھا جو مکان کے احاطے میں ایک طرف کھڑی ہوئی تھی تعجب کی بات تھی کتا مکان کے احاطے میں داخل ہوا تھا اور اس میں سے انسان باہر نکلا تھا پھر اس پراسرار انسان نے کار کا دروازہ کھولا اور تھوڑی دیر کے بعد کار اسٹارٹ ہو گئی۔

وہ لوگ متحیر اور پریشان تھے ان کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ یہ سب کیا چکر ہے بہر طور اب کار کا تعاقب تو کیا نہیں جا سکتا تھا وہ حیرانی سے کار کو آگے بڑھتے ہوئے دیکھتے رہے گیٹ کے پاس کار رکی اس پراسرار انسان نے نیچے اتر کر گیٹ کھولا اور اس کے بعد کار باہر نکل گئی۔

پھر اس نے گیٹ باہر سے بند کیا اور اس کے بعد ان بچوں نے کار کی آواز دور ہوتے محسوس کی ان کی آنکھیں حیرت سے پھٹی ہوئی تھیں پھر جاوید بولا۔

"یہ کیا ہوا کتا اندر داخل ہوا تھا اور انسان باہر نکل آیا۔"

"اس کا مقصد ہے کہ چچا ڈارون کی تھیوری غلط تھی۔"

"کیا مطلب ہے؟"

"یہی کہ انسان پہلے بندر تھا یوں لگتا ہے جیسے انسان پہلے کتا تھا۔"

"تم فضول باتوں سے بعض نہیں آنا اسلم۔ اس وقت مذاق کا وقت نہیں ہے یہ سوچو کہ اب کیا کرنا چاہیئے ظاہر ہے یہ وہ بھی قبرستان کے پاس ہے اور ہمیں وہاں تک پہنچنے کے لیے ایک ڈیڑھ گھنٹہ درکار ہوگا اس ایک ڈیڑھ گھنٹے میں نہ یہ حضرت نہ جانے کہاں نکل چکے ہوں گے ان کا پیچھا کرنا تو اب ممکن نہیں ہے۔"

"ظاہر ہے کار کے پیچھے دوڑنے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا چنانچہ اور کچھ سوچو۔" ساجد بولا۔

"مثلاً؟"

"مثلاً ہمت کر کے اس مکان کی تلاشی لو۔ یہ اندازہ لگاؤ کہ کیا یہ مکان واقعی کسی ایسے پراسرار انسان کا ہے۔"

"ارے ایک بات میری سمجھ میں آ رہی ہے۔" دفعتاً جاوید چونک کر بولا۔

"وہ کیا؟"

"تمہیں یاد ہے وہ شخص جو ہوٹل ایمپریل میں داخل ہوا تھا۔

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

میں تین چار کرسیاں موجود تھیں ایک سینٹر ٹیبل رکھی ہوئی تھی اس کے علاوہ کمرے میں کچھ نہیں تھا سینٹر ٹیبل پر بھی کوئی ایسی چیز نہیں تھی جسے دیکھ کر یہ سوچا جاسکے کہ یہاں کوئی رہتا ہوگا سامنے ہی ایک اور دروازہ تھا جو آدھا کھلا ہوا تھا وہ اس کھلے ہوئے دروازے سے اندر داخل ہوئے انہوں نے دروازہ پورا کھول دیا اندر روشنی کی ایک ہلکی سی روشنی پہنچ گئی لیکن اس کے باوجود اندر کا ماحول صاف نظر نہیں آتا تھا یہاں بھی وہی مسئلہ ہوا یعنی تلاش کرنے سے سوئچ مل گیا اور اس کمرے میں بھی روشنی پھیل گئی لیکن روشنی پھیلتے ہی وہ ایک دم اچھل پڑے تھے۔

انہوں نے ایک جانب ایک پلنگ پر اس کتے کو سوتے ہوئے دیکھا وہی خوفناک و خونخوار کتا جو ابھی ایک لاش ہڑپ کر کے آیا تھا اب یہاں آرام سے سو رہا ہے ان کے بدن میں سنسنی سی دوڑ گئی اگر ان کی آہٹ سے کتا جاگ گیا تو یقیناً ان پر حملہ آور ہو جائیگا جاوید نے ادھر ادھر دیکھا ایک جانب لوہے کی ایک لمبی سلاخ پڑی ہوئی تھی اس نے سلاخ اپنے ہاتھوں میں اٹھالی اور اپنے دوستوں سے اپنے پیچھے آنے کو کہا۔

"کک۔کیا کر رہے ہو۔مارو گے اس کتے کو" اسلم نے پوچھا

"نہیں۔لیکن اگر اس نے حملہ آور ہونے کی کوشش کی تو اس سے مقابلہ کروں گا" جاوید مضبوط لہجے میں بولا اور اس کے اس

اور جس کا بدن کپڑے کی پٹیوں سے بندھا ہوا تھا؟"

"ہاں۔ہاں یاد ہے"

"کہیں یہ وہی چکر تو نہیں ہے"

"خدا جانے کیا چکر ہے پتہ نہیں ہمارے شہر کو کیسی کیسی بلاؤں نے گھیر لیا ہے"

"ہم ان بلاؤں کو صفحہ ہستی سے مٹا دیں گے تم دیکھنا ہم ایک نہ ایک دن شروروں کا خاتمہ کر دیں گے" جاوید پرجوش لہجے میں بولا۔

"ان شاء اللہ" دونوں لڑکوں نے بیک وقت کہا۔

"تو دوستو آؤ اب ہم اس مکان کی تلاشی لیں ہمارے پاس ہتھیار وغیرہ نہیں ہے لیکن ہمت ہے جو ہوگا دیکھا جائے گا آؤ" جاوید نے کہا اور تینوں دوست جوش سے بھرے ہوئے مکان کے دروازے کے پاس پہنچ گئے۔

دروازہ باہر سے بند تھا لیکن اس میں تالا نہیں لگا ہوا تھا صرف چٹخنی چڑھی ہوئی تھی جاوید نے چٹخنی کھولی اور اس کے بعد وہ اندر داخل ہو گئے عموماً دروازے کے آس پاس ہی روشنی کے سوئچ بورڈ ہوا کرتے ہیں چنانچہ انہوں نے بھی کیا جاوید نے دروازے کے پاس دیوار ٹٹولی۔اور جلد ہی اسے سوئچ مل گیا تھوڑی دیر کے بعد چٹ کی آواز کے ساتھ روشنی ہو گئی۔

ایک بڑا سا ہال نما کمرہ تھا جو بالکل صاف شفاف پڑا ہوا تھا اس

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

لیجے پر ان لوگوں کی ہمت بھی بڑھ گئی تینوں کتے سے جنگ کرنے کے لیے تیار ہو گئے تھے۔

تھوڑی دیر کے بعد وہ پلنگ کے پاس پہنچے کتا بے سود پڑا ہوا تھا اس کے بدن میں ذرا بھی جنبش نہیں تھی یہ تینوں چند لمحات اسے دیکھتے رہے پھر جاوید نے اپنی چھڑی آہستہ سے کتے کے بدن میں چبھوئی ساجد اور اسلم ہوشیار ہو گئے تھے انہیں یقین تھا کہ اب کتا جاگ کر ان پر حملہ آور ہو گا لیکن کتا نہ جاگا اس آنکھیں بند تھیں جاوید نے ایک بار پھر چھڑی اس کے بدن میں چبھوئی پھر زور سے اس کے بدن پر ماری لیکن کتے کے بدن میں کوئی جنبش نہیں ہوئی تھی تب وہ حیرت سے کتے کو دیکھنے لگے۔

"ارے۔ یہ تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے اس کتے میں جان ہی نہ ہو۔"

"ہاں۔ اس کا سانس بھی نہیں چل رہا تھا۔"

"سانس چلنے سے اس کا سینہ اور پیٹ اوپر نیچے ہو سکتا تھا لیکن اس میں تو ذرا بھی اس بات کا پتہ نہیں چلتا۔"

"اس کا مطلب ہے کہ یہ کتا مردہ ہے؟"

"اوہ اب میری بات کی تصدیق ہو رہی ہے۔" جاوید نے سنسنی خیز لہجے میں کہا۔

"کیا؟"

"یہ کتا۔ یہ پراسرار کتا اور وہ خوفناک انسان ایک ہی شخصیت کے دو روپ معلوم ہوتے ہیں۔"

"وہ کیسے؟"

"بس اگر تم لوگ ذہن پر زور دو تو تمہیں یاد آ جائے گا اخبار کی وہ پہلی خبر کہ چمکدار لکیریں ایک انسانی جسم میں داخل ہو گئی تھیں اور اس کے بدن میں گھس کر وہ فرار ہو گئی تھیں یہ ممکن ہے کہ وہ انسان اس کتے کے بدن میں داخل ہو جاتا اور اس طرح وہ یہ خطرناک وارداتیں کر رہا ہو اس کے بعد اس مکان میں آ کر وہ کتے کو آرام سے سلا جاتا ہو اور انسان بن کر نکل جاتا ہو۔"

"کیسی حیرت انگیز بات ہے؟"

"ہاں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے آؤ اس مکان کی اور تلاشی لیں۔"

مکان میں کل تین کمرے تھے دو کمرے یہ دیکھ چکے تھے ایک کمرہ اور تھا وہ اس کمرے میں داخل ہو گئے یہاں بھی کوئی خاص چیز نہیں تھی بس ایک مسہری پڑی ہوئی تھی ایک صوفہ سیٹ تھا ایک چھوٹی سی الماری تھی ایک میز رکھی ہوئی تھی جس کے پاس ہی کرسی رکھی ہوئی تھی وہ اس تمام سامان کو بغور دیکھتے رہے الماری بالکل خالی تھی اس میں کوئی چیز موجود نہیں تھی۔

میز کی درازیں ٹٹولیں تو سب سے نیچے کی دراز میں انہیں

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

انہیں ہمتی بمشکل تمام انہوں نے بودم کو جگایا۔ اور کار میں بیٹھ گئے۔
"تم نے بتایا نہیں جاوید۔" اسلم نے کہا۔

"دوستو موقع مل گیا ہے خاموشی سے جاؤ اور اپنے اپنے گھر میں آرام کرنے کے لیے لیٹ جاؤ۔ میں بھی گھر جا رہا ہوں اب ہمیں یہ ڈرامہ نہیں کرنا پڑے گا ہمارے پاس ایک اہم اپوائنٹ آچکا ہے۔" جاوید نے کہا۔

"لیکن۔"

"لیکن ویکن کچھ نہیں کل دن میں گیارہ بجے ہم مل رہے ہیں جگہ وہی ہے جہاں ہمارا ہیڈ آفس بنایا گیا ہے۔" جاوید بولا اور دونوں نے گردن ہلا دی۔ تھوڑی دیر کے بعد بودم نے اسلم کو اس کے گھر پہ اور ساجد کو اس کے گھر پر چھوڑ دیا اور پھر جاوید واپس آگیا۔

گھر کے تمام لوگ سو چکے تھے جاوید جانتا تھا کہ جب گھر کے لوگ سو جائیں تو خاموشی سے اپنے کمرے میں داخل ہونے کے لیے کون سا راستہ اختیار کیا جا سکتا ہے عموماً جاسوسی کے چکر میں وہ اس طرح راتوں کو گھر سے غائب ہو جایا کرتا تھا اور اس کے بعد آرام سے جا کے سوتا تھا بودم کو بھی اس نے آرام کرنے کو کہا اور پھر اپنے کمرے میں پہنچ کر کپڑے وغیرہ تبدیل کئے اور مسہری پر لیٹ گیا اس کے دل میں طرح طرح کے خیالات آ رہے تھے وہ اپنے آئندہ پروگرام کے لیے منصوبہ بندی کر رہا تھا اسے کم از کم یہ معلوم ہو چکا تھا کہ وہ

ایک کتاب نظر آئی اس کتاب پر لکھا ہوا تھا ئی زندگی حاصل کرنے کے راز اور جاوید اس کتاب کو بغور دیکھنے لگا اس نے کتاب کا اچھی طرح جائزہ لیا اس کے بعد اسے واپس اسی جگہ رکھ دیا۔

"کیا ہے اس کتاب میں؟"

"عجیب سی باتیں لکھی ہیں جو میری سمجھ میں نہیں آ رہیں۔"

"اب کیا ارادہ ہے جاوید؟"

"دوستو ہمیں ایک بہت اہم بات معلوم ہو چکی ہے اس لیے اب ہمارا اس مکان میں رکنا مناسب نہیں ہے۔"

"کیا مطلب؟"

آؤ مطلب تمہیں باہر بتا دوں گا۔ وہ تمام بتیاں وغیرہ بجھانے کے بعد باہر نکل آئے دروازہ انہوں نے اسی انداز میں باہر سے بند کر دیا تھا جس کو وہ خوفناک انسان چھوڑ کر گیا تھا باہر کے دروازے میں بھی انہوں نے کنڈی لگائی اور پھر احاطے کی دیوار کود کر باہر نکل آئے کیونکہ پھاٹک باہر سے بند تھا۔

تھوڑی دیر کے بعد وہ واپسی کا سفر طے کر رہے تھے یہ سفر انہیں بہت طویل معلوم ہوا اور وہ خاصے تھک گئے اب تک جو جدوجہد انہوں نے کی تھی اس نے انہیں پریشان کر کے رکھ دیا تھا بہر صورت یہ طویل فاصلہ طے کرنے کے بعد وہ وہاں پہنچ گئے جہاں بودم اطمینان سے کار کی پچھلی سیٹ پر لیٹا سو رہا تھا اسے دنیا کی کوئی خبر ہی

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

خوفناک کتا کوئی جن بھوت نہیں بلکہ ایک ایسا انسان ہے جس کا اپنا بدن نہیں ہے اور جو چمکدار لکیروں کی شکل میں رہتا ہے وہی لاشیں کھا رہا ہے۔

بہرطور اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اب اس کا پیچھا نہیں چھوڑیں گے دوسرے دن کے لیے اسے خاص منصوبہ بندی کرنی تھی رات کے آخری پہر میں اسے نیند آ گئی اور دوسرے دن وہ اس وقت جاگا جب امی اسے جھنجھوڑ کر جگا رہی تھیں۔

"ارے جاوید۔ بھئی کب تک سوتے رہو گے رات کو تم کب واپس آئے اکرام کی طبیعت کیسی ہے؟"

"بالکل ٹھیک ہے امی اب خدا کا شکر ہے اس کی طبیعت کافی صحیح ہو گئی ہے۔"

"ہم تو پریشان تھے یہی سوچ رہے تھے کہ پتہ نہیں اس بے چارے پر کیا بیت رہی ہو گی۔" بے چاری امی اب تک اکرام کے چکر میں پڑی ہوئی تھیں جس کا کوئی وجود نہیں تھا۔ بہرطور جاوید نے ناشتہ وغیرہ کیا محمود علی صاحب کہیں چلے گئے تھے۔ جاوید سے ان کی ملاقات ہی نہیں ہوئی تھی۔ ٹھیک گیارہ بجے یہ تینوں دوست پھر مل بیٹھے اسلم اور ساجد سے جاوید نے ان کی صورتحال معلوم کی تو انہوں نے بھی وہی سب کچھ بتایا جو جاوید خود کر چکا تھا یعنی ان کے مطمئن تھے اور انہیں اپنے بیٹوں کی طرف سے کسی قسم کی

تشویش نہیں ہوئی تھی وہ نہیں جانتے تھے کہ یہ تینوں بہادر بچے کیا کارنامہ انجام دے چکے ہیں اور یہ بھی انہیں نہیں بتا سکتے تھے کیونکہ انہیں خطرہ تھا کہ اگر یہ ساری صورتحال انہیں بتا دی گئی تو ان ہڈیاں توڑ کر رکھ دی جائیں گی حالانکہ وہ ایک نیک کام کر رہے تھے۔ لیکن وہ پھر بھی ڈر رہے تھے کیونکہ والدین کا دل بہت نرم ہوتا ہے وہ یہی سوچتے ہیں کہ ان کے بچے کہیں کسی مصیبت میں نہ پھنس جائیں یہی وجہ تھی کہ ایک اچھا کام ہونے کے باوجود انہیں خود کو چھپانا پڑ رہا تھا۔ تینوں دوست جب جمع ہوئے تو میٹنگ شروع ہو گئی جاوید نے کہا۔

"دوستو ہم لوگ وہ معلوم کر چکے ہیں جو آج تک پولیس بھی معلوم نہیں کر سکی یعنی یہ کہ پراسرار کتا خوفناک انسان ایک ہی شخصیت کے دو روپ ہیں اور ہم اس جگہ کا پتہ لگا چکے ہیں جہاں سے وہ پراسرار انسان اپنی کارروائیوں کا آغاز کرتا ہے وہ راتوں کو اپنے اس گھر سے کتے کی شکل میں تبدیل ہو کر نکلتا ہے قبرستانوں میں جا کر لاشیں کھاتا ہے پھر اپنے گھر میں واپس آتا ہے کتے کو اس کی جگہ چھوڑتا ہے اور خود کہیں چلا جاتا ہے اس بات کا فیصلہ تو آپ لوگوں نے کر لیا اس سے کوئی اختلاف تو نہیں ہے آپ لوگوں کو۔"

"نہیں ہرگز نہیں۔ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں۔"

"چنانچہ اب ہمیں کسی قبرستان جانے کی ضرورت نہیں ہے رات

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

کو ہمارے مشن کا آغاز پھر سے ہو گا لیکن ایسے نہیں اب ذرا انداز بدلا ہوا ہو گا۔"

"وہ کیا۔؟ اور کیسے؟" اسلم نے سوال کیا۔

"دوستو! آج ہم کسی قبرستان میں نہیں بلکہ اس پراسرار انسان کے مکان پر اس کا انتظار کریں گے بو دم ہمارے ساتھ ہو گا وہ کار میں بیٹھ کر باہر نکلتا ہے ہم اس کار کا تعاقب کریں گے ہم یہ دیکھیں گے کہ وہ کہاں جاتا ہے اس کے دوسرے ٹھکانے کا پتہ لگانے کے بعد ہم انکل خادم سے رابطہ قائم کریں گے اور انہیں تمام صورتحال سے آگاہ کر دیں گے بہر طور اسے گرفتار کرنا ہمارا نہیں پولیس کا کام ہے لیکن ہم ہمیشہ کی طرح اس بار بھی اپنا وہی کارنامہ انجام دے رہے ہیں یعنی پولیس کو کسی خطرناک مجرم کے بارے میں خبر دیں گے اور اسکے بعد پولیس اسے گرفتار کر لے گی۔"

"زندہ باد۔ بڑا اچھا پروگرام ہے۔"

"تو پھر تم لوگ اس بات سے متفق ہو؟"

"سو فیصدی لیکن پروگرام کیا ہو گا؟"

"اکرام کی حالت آج پھر اچانک بگڑ جائے گی۔ ایک نیک کام کے لیے ہمیں جھوٹ بولنا پڑ رہا ہے ہم خدا سے توبہ کر لیں گے اس جھوٹ کے لیے۔"

"کیا مطلب؟"

"یار بڑے مطلبی ہو ہر وقت مطلب مطلب کی رٹ لگائے رہتے ہو۔" جاوید نے کہا۔

"بتاؤ تو سہی۔"

"بھئی رات کو غائب رہنے کے لیے اور کیا بہانہ بناؤ گے۔ آخر گھر والے بے وقوف تو نہیں ہیں۔"

"ہاں یہ تو ہے۔"

"تو پھر بے چارہ اکرام ہی ہمارے کام آسکتا ہے۔ پتہ نہیں کون ہو گا ہم نے خواہ مخواہ اس کا ایکسیڈنٹ کر ڈالا ہے۔"

"ہمارے بڑا کام آرہا ہے یہ اکرام۔ تو پھر بات طے۔"

"بالکل طے" تینوں دوستوں نے کہا۔

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

آج کا پروگرام کافی اہمیت رکھتا تھا۔ اس پروگرام کے لئے بودم کو سو روپے کا نوٹ بطور رشوت دیا گیا تھا۔ اور بودم گویا پاگل ہو کر رہ گیا تھا۔ یہ مہینہ تو اس کے لیے بڑی برکتوں کا مہینہ ثابت ہوا تھا اچھی خاصی کمائی ہو گئی تھی۔ اس کی تنخواہ کے علاوہ۔

لیکن جاوید نے بودم کو ہدایت کر دی تھی کہ آج اسے اپنی ڈرائیونگ میں بڑی مہارت دکھانی پڑے گی۔ اس نے بودم کو تفصیلات بتاتے ہوئے کہا تھا کہ اس کا کام اس وقت شروع ہوگا۔ جب ایک کار ایک عمارت سے باہر نکلے گی۔ اور کسی طرف چل پڑے گی۔ بودم کو اس کار کا تعاقب کرنا ہے۔ اور اس طرح کرنا ہے کہ کار والے کے فرشتوں کو بھی اس کا اندازہ نہ ہو سکے بودم

نے سینہ تان کر کہا تھا۔

"تم دیکھنا جاوید صاحب۔ بودم کتنا بہترین ڈرائیور ہے مجال ہے کہ سے تعاقب کا شبہ ہو جائے" چنانچہ تینوں دوست وقت مقررہ پر چل پڑے۔ کافی دیر تک وہ شہر میں آوارہ گردی کرتے رہے۔ انہیں یقین تھا کہ کافی رات گئے یہ کام شروع ہوگا۔ یعنی اس وقت جب وہ پراسرار کتا اپنا کام کر کے واپس اس مکان میں آئے گا۔ اور پھر وہاں سے کہیں اور جائے گا۔

چنانچہ جب تمام سڑکیں، گلیاں اور بازار سنسان ہو گئے اور فضا میں گہرا سناٹا چھا گیا۔ تو وہ اس مکان کی جانب چل پڑے جس میں انہوں نے پچھلی رات ایک عجیب و غریب کھیل دیکھا تھا۔ مکان حسب معمول تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔ اس میں روشنی کی کوئی جھلک نہیں تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ کوئی موجود نہیں ہے۔ انہوں نے بودم کو ایک مناسب جگہ منتخب کر کے کھڑا کر دیا۔

یہ ایک مکان تھا جو ابھی زیر تعمیر تھا۔ اور اس کا مکان سے تقریباً سو گز کے فاصلے پر تھا۔ جس پر انہیں نگاہ رکھنی تھی۔ یہاں سے وہ بآسانی اس گاڑی کو نکلتے ہوئے دیکھ سکتے تھے جو اس شخص کے استعمال میں رہتی تھی۔

بہر طور وقت گزرتا رہا۔ کافی دیر ہو گئی تھی۔ وہ لوگ بیٹھے بیٹھے اکتا گئے تھے جاوید نے تھوڑی دیر تک خاموش رہنے کے بعد تنگ آتے ہوئے کہا۔

"بھئی دو سنو بولتے رہو۔ تم تو اس طرح خاموش بیٹھ گئے۔ جیسے گہری نیند سو گئے ہو"

"نیند تو آ رہی ہے جاوید"

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

"اگر سو گئے تو پھر زندگی میں وہ کارنامہ انجام نہیں دے سکو گے جو جاسوس اینڈ کمپنی کی شہرت میں چار چاند لگا دے گا۔"

"یار جاوید۔ مجھے یہ محاورے ہمیشہ غلط معلوم ہوتے ہیں۔ جب چاند آسمان پر تو ایک ہوتا ہے تو پھر کسی کی شہرت میں چار چاند کیسے لگ سکتے ہیں گا"

"بھئی محاورہ۔ محاورہ ہے۔"

"آخر کیوں ہے۔ یہ محاورہ بنانے والے ایسے غلط سلط محاورے کیوں بناتے ہیں۔"

"اب تم ان ہی سے پوچھ لینا جا کر مت کان کھاؤ۔"

"دیکھا لیا نہ — پھر غلط بات ہو گئی۔ کان بھی بھلا کوئی کھانے کی چیز ہے۔ لاحول ولا قوۃ۔" اسلم نے کہا۔

"اسلم میں تمہارے دونوں کان اکھاڑ کر تمہارے ہاتھ پر رکھ دوں گا۔ ورنہ فضول باتوں سے گریز کرو۔"

"پھر کون سی باتیں کی جائیں۔"

"میں کچھ اور سوچ رہا ہوں۔"

"سوچو، سوچو ہمیں اس سے کیا۔" اسلم برا سا منہ بنا کر بولا۔

"میں کہتا ہوں سنجیدگی سے بات سنو۔"

"تو پھر سناؤ نہ یار۔ تم سوچ رہے ہو بھلا تمہاری سوچ ہمیں کس طرح معلوم ہو سکتی ہے۔"

"میرا خیال ہے کیوں نہ ہم اس مکان کے اندر چل کر تلاشی لیں۔"

"خوب، خوب اور وہ ہولناک کتا جس کی آنکھوں کی جگہ ہنڈرڈ پاور کے دو بلب لگے ہوئے ہیں۔ واپس آ کر ہمارا ناشتہ کرے۔"

"ناشتہ رات کو نہیں صبح کیا جاتا ہے" ساجد نے بزرگانہ انداز میں کہا۔

"بھئی کتا، کتا ہے۔ جب بھی اس کا ناشتے کا موڈ بن جائے گا سلم ہو۔"

"تم ڈر رہے ہو۔ غالباً مکان کے اندر جانے سے۔" جاوید نے کہا۔

"پھر وہی بات جاسوس اینڈ کمپنی کا کوئی بھی ممبر ڈر و دہشت سے واقف نہیں ہے۔ چنانچہ یہ خیال ذہن سے نکال دیا جائے۔ البتہ مصلحت کے تحت یہ بات مناسب نہیں ہے کہ ہم لوگ اس مکان میں جائیں۔"

"آخر کیوں۔؟"

"اس لیے کہ کسی بھی وقت وہ واپس آ سکتا ہے اگر اس کا کام جلدی ہو گیا، تو وہ جلدی واپس لوٹ آئے گا۔ اور اس صورت میں کیا ہمیں دیکھ نہیں لیا جائے گا۔"

"ہوں۔ تو پھر کیا خیال ہے۔ یہیں بیٹھے رہیں۔"

"اسی میں عافیت ہے۔ پروگرام اتنا ہی رکھو جتنا پہلے سے بن چکا ہے۔"

"تمہاری مرضی۔" جاوید نے شانے ہلائے اور خاموش بیٹھ گیا تھوڑی دیر کے بعد ساجد بولا۔

"دوستو! تم لوگ یہ کیسے کہہ سکتے ہو کہ آج بھی وہ واردات کرنے کے لیے گیا ہے۔"

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

"کیوں۔؟ کیا آج اس کی دعوت تھی کہیں۔؟" جاوید نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"خیر یہ تو مجھے نہیں معلوم لیکن ہو سکتا ہے آج اس کے پیٹ میں کچھ تکلیف ہو۔ اور اس نے کھانے پینے کا پروگرام نہ بنایا ہو۔"

"جی نہیں روز آنہ اخبارات میں کسی نہ کسی واردات کی اطلاع ملتی ہے اب تو یہ سوچنا بھی غلط ہو گیا ہے کہ کس دن کے اخبار میں لاش کھانے کی کوئی خبر نہیں ہو گی۔ چنانچہ مجھے یقین ہے کہ وہ آج بھی اپنی کوئی واردات کرنے کے لئے گیا ہو گا۔"

"اور اگر نہ گیا ہو تو۔"

"تو پھر بھی انتظار کیے لیتے ہیں۔ کم از کم اس وقت تک جتنا کل کیا تھا۔ اس کے بعد اس عمارت میں داخل ہو کر ہم وہ کار تلاش کریں گے. جس میں بیٹھ کر وہ وہاں تک جاتا ہے۔"

"ہوں یہ ہوئی کام کی بات۔"

"ٹھیک ہے اگر یہ بات ہے تو میں اس سے متفق ہوں۔" اسلم نے جواب دیا۔ اور اس کے بعد وہ خاموش بیٹھ گئے۔ رات کا پہلا پہر گزر گیا تھا تینوں دوست اس مکان کے سامنے والی سڑک پر نگاہ لگائے بیٹھے ہوئے تھے۔

چاندنی پھیل گئی تھی۔ بادل صاف ہو گئے تھے اور اب قرب و جوار کی ہر شے نظر آ رہی تھی۔ وہ لوگ اونگھنے لگے تھے۔ دفعتًا جاوید ہی چونک

پڑا۔ اس نے اسلم اور ساجد کو جھنجھوڑ دیا۔

"دیکھو دیکھو ادھر دیکھو۔" تو وہ دونوں بھی چونک کر ادھر دیکھنے لگے۔ جس طرف جاوید نے اشارہ کیا تھا۔ اور پھر تینوں آپس میں جڑ کر بیٹھ گئے۔

وہ پراسرار کتا واپس آ رہا تھا۔ ویسے تو شاید اس کے بارے میں پتہ نہ چلتا۔ لیکن اس کی روشن آنکھیں زندگی میں کبھی کسی نے نہیں دیکھی ہوں گی۔ انہیں دیکھ کر لوگوں میں خون جمنے لگتا تھا۔

کتا مست انداز میں چلا آ رہا تھا۔ اسے کسی مداخلت کا اندیشہ بھی نہیں تھا۔ اس لیے کوئی فکر بھی نہیں تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ پچھلی رات کی طرح گیٹ پھلانگ کر اندر داخل ہو گیا۔ تینوں کے دل دھڑک رہے تھے وہ اپنی جگہ سے ہٹے اور ربودم کے پاس پہنچ گئے۔ ربودم آج جاگ رہا تھا سو روپے کے نوٹ کے ساتھ ساتھ شرط بھی یہی لگائی گئی تھی۔ کہ آج وہ سونے کی کوشش نہیں کرے گا۔ اور بالکل چاق و چوبند رہے گا۔ وہ جلدی سے سنبھل کر بیٹھ گیا۔

"واپس چلوں صاحب۔"

"واپس چلے گا۔ ٹھیک ہے واپس چلو۔ سو کا نوٹ بھی واپس کر دو۔" جاوید نے کہا۔

"ارے نہیں نہیں میرا مطلب ہے جہاں آپ کہیں گے وہاں چل دوں۔"

"ہاں۔ یاد ہے اپنی ڈیوٹی۔"

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

"کیوں نہیں یاد۔ کسی کا تعاقب کرنا ہے۔ مگر کس کا؟"

"بس دو منٹ رک جاؤ۔"

"گاڑی اسٹارٹ کر لوں۔"

"ایسے نہیں بروم ابھی سے گاڑی اسٹارٹ کر لو گے۔ تو وہ ہوشیار نہیں ہو جائے گا۔"

"ارے ہاں صاحب یہ تو میں بھول ہی گیا تھا۔" بروم نے کہا۔ وہ لوگ انتظار کرتے رہے۔ حسب معمول وقت مقررہ پر گیٹ کھلا اور ایک گاڑی باہر نکل آئی۔ پھر اس میں سے کسی نے نیچے اتر کر گیٹ بند کیا۔ اور اس کے بعد دوبارہ گاڑی میں آ بیٹھا۔ اب گاڑی سست رفتاری سے اس چھوٹی سڑک سے اس مین روڈ کی طرف جا رہی تھی جو سامنے ہی نظر آ رہا تھا۔ جب گاڑی مین روڈ پر پہنچ گئی تو بروم نے پھرتی سے گاڑی اسٹارٹ کی۔ تینوں پھرتی سے اس کے پاس بیٹھ گئے تھے۔ اور بروم کی گاڑی آگے بڑھ گئی بروم نے ہیڈ لائٹ بجھائے رکھی تھیں۔ تاکہ کسی کو شبہ نہ ہو سکے۔

ویسے بھی جاوید کی کار بہت شاندار تھی۔ اس کے انجن کی آواز نہ ہونے کے برابر تھی۔ چنانچہ انہیں کوئی خطرہ نہ تھا۔ بروم واقعی ہوشیار آدمی تھا۔ اس نے اگلی کار کی سرخ روشنی پر نگاہ جمائے رکھی تھی۔ اور بڑی ہوشیاری سے اس کا تعاقب کر رہا تھا۔ اگلی کار کی رفتار بھی زیادہ تیز نہیں تھی۔ انہوں نے کافی فاصلہ طے کر کے اس کا تعاقب کیا تھا۔ کیونکہ سڑکوں پر اس وقت کوئی خاص ٹریفک نہیں تھا۔ بس کبھی کبھی ایک آدھ گاڑی نظر

آ جاتی تھی۔ اس لیے انہیں گاڑی کو نگاہ میں رکھنے میں کوئی دقت نہ ہوئی۔ اور وہ اس کا تعاقب کرتے رہے۔

گاڑی کئی سڑکوں سے گزری، کئی چوراہوں کو کراس کر کے بالآخر ایک رہائشی علاقے میں داخل ہو گئی۔ یہ درمیانے درجے کے لوگ یہاں رہائش پذیر تھے۔ دور دور نہیں تھے۔ ایک دوسرے سے۔

گاڑی آگے بڑھتی رہی اور تھوڑی دیر کے بعد وہ ایک بنگلے کے سامنے رک گئی۔ اندر گاڑی کھڑی کرنے کی کوئی جگہ نہیں تھی چنانچہ گاڑی کے مالک نے اسے بنگلے کے پھاٹک کے پاس ہی پارک کر کے اسے لاک کر دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ اندر داخل ہو گیا۔ ان لوگوں نے بھی تھوڑے فاصلے پر گاڑی رکوالی۔ جب گاڑی رک گئی تو وہ تینوں جلدی سے نیچے اتر آئے۔

"انہوں نے اس آدمی کو اندر جاتے ہوئے دیکھ ہی لیا تھا۔ چنانچہ اب یہ خطرہ تو نہیں تھا کہ وہ کہیں اور جائے گا۔ یہاں سے جاوید نے یہ ذمہ داری اپنے سپرد لی۔ اور چوروں کی طرح دبکتا ہوا۔ بالآخر اس گاڑی کے قریب اور بنگلے کے پاس پہنچ گیا۔

اس نے گاڑی کا نمبر دیکھا اور اسے نوٹ کر لیا۔ پھر بنگلے کے دروازے پر اس نے تختی لگی ہوئی دیکھی۔ اس پر پی اے شاہ لکھا ہوا تھا۔ جاوید نے نام ذہن نشین کیا۔ اور اس کے بعد وہ اپنے دوستوں کے پاس واپس پہنچ گیا۔

"ہوں۔ کیا رہا ہے ابھی"

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

"پی اے شاہ رہا" جاوید نے جواب دیا۔

"کیا مطلب؟"

"پھر مطلب۔ پھر مطلب کی بات کی مجھ سے۔ چلو آؤ واپس چلتے ہیں بودم چلو ان دونوں کو ان کے گھروں پر چھوڑ دو" جاوید نے کہا اور بودم نے کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔

"ہوا کیا۔ کیا معلوم کر کے آئے ہو تیس مار خاں"

"تیس مار خاں نہیں بلکہ چالیس مار خان کہو۔ مجھے دیکھ لو۔ آج کتنا بڑا کارنامہ انجام دیا میں نے اس کے دونوں گھروں کا پتہ لگا لیا۔ اور اب چچا جان ہمارے انکل یعنی انسپکٹر خادم کے عیش ہو جائیں گے۔ وہ بھی کیا یاد کریں گے کہ کسی جاسوس اینڈ کمپنی سے واسطہ پڑا تھا"

"تو پھر ان سے ملنے کا کیا پروگرام ہے"

"کل۔ کل دن میں دس بجے جمع ہونا ہے۔ اور اس کے بعد ہم انسپکٹر خادم صاحب کو تلاش کریں گے۔ اور انہیں اس سلسلے میں تفصیل بتا دی جائے گی"

انسپکٹر خادم ان دنوں گھر پر آرام کر رہا تھا ان دنوں اس نے چھٹی کی درخواست دے دی تھی کمشنر صاحب نے اس کا استعفیٰ منظور نہیں کیا تھا اور انہوں نے ذاتی طور پر اسے گھر بلا کر اس سلسلے میں بات چیت کی تھی۔ انہوں نے کہا تھا کہ وہ خود بھی ان حالات سے بہت پریشان ہیں اس پریشانی کے عالم میں انہوں نے یہ تمام باتیں کہی تھیں اس کے باوجود انسپکٹر خادم نے ان سے کہا کہ یہ بہتر ہے کہ یہ سلسلہ کسی اور کے سپرد کر دیا جائے۔ وہ خود محسوس کر رہا ہے کہ وہ صحیح طور پہ کام نہیں کر پا رہا ہے۔

چنانچہ اس کی شدید خواہش پر اب یہ کیس ایک اور پولیس آفیسر

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

کے سپرد کر دیا گیا تھا لیکن نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات ۔ روز آنہ کسی نہ کسی قبرستان سے کسی نہ کسی کی لاش کی بے حرمتی کی اطلاع مل جاتی تھی اور پولیس اس سلسلے میں کچھ کرنے سے قاصر تھی محکمہ پولیس نے کچھ نہیں کیا تھا عوام میں بے چینی پھیلتی جارہی تھی لوگ طرح طرح کی قیاس آرائیاں کر رہے تھے کچھ کا خیال تھا کہ ابھی تو مردوں کی بات ہے تھوڑے دن کے بعد زندہ انسان بھی اس کیفیت کا شکار ہونے لگیں گے خوفناک بلا والا کیس لوگوں کے ذہنوں میں تھا اس خوفناک بلا نے بھی کتنے انسانوں کو ہڑپ کر لیا تھا اور پولیس کافی عرصے کے بعد اسے ختم کر سکی تھی۔

انسپکٹر فولاد خان نے یہ کارنامہ انجام دیا تھا لیکن ان دنوں انسپکٹر فولاد خان بھی شہر میں موجود نہیں تھا وہ کسی ضروری کام سے ملک سے باہر گیا ہوا تھا انسپکٹر خادم بھی اس کی ٹکر کا تھا لیکن بہر طور جرم کرنے والا بہت سوچ سمجھ کر جرائم کرتا ہے اعلیٰ پولیس افسران اس بارے میں بھی غور کر رہے تھے کہ ممکن ہے کہ یہ اجنبی جاسوسوں کی کوئی ٹولی ہو جو اب اس طرح یہ تباہی پھیلا رہی ہو۔

لیکن اس بار کے حالات ذرا مختلف تھے اور جس انداز میں یہ کام ہو رہا تھا اس سے اس بات کی تردید ہوتی تھی کہ یہ جاسوسوں کا کا کام ہے جاسوسوں نے اس خوفناک بلا کو تو جو کچھ بھی بنا دیا ہو لیکن یہ مردے کھانے والا تو کوئی انسان نہیں ہو سکتا اور پھر اس کے بارے

میں جو روایت مشہور تھی ان سے بھی یہی اندازہ ہوتا تھا کہ وہ کوئی عجیب و غریب مخلوق ہے جس کے بارے میں کوئی صحیح رائے نہیں قائم کی جا سکتی پولیس کمشنر پریشان تھے دو تین بار وہ انسپکٹر خادم سے بھی رابطہ قائم کر چکے تھے اور انہوں نے یہی سوچا تھا کہ انسپکٹر خادم اپنی ڈیوٹی پر واپس آجائے اور نئے پولیس افسر کے ساتھ مل کر کام شروع کر دے گا۔

انسپکٹر خادم نے اس سلسلے میں کچھ مہلت طلب کی تھی لیکن چھٹی کے ان دنوں میں وہ بے کار نہیں بیٹھا ہوا تھا اس کی راتیں گھر سے باہر گزرتی تھیں دن میں البتہ وہ گھر میں رہتا تھا۔

کئی بار وہ مختلف قبرستانوں میں بھی راتیں گزار چکا تھا لیکن یہ اتفاق ہی تھا کہ اس کی یہ کوشش کامیاب نہیں ہوئی تھی آج بھی وہ رات بھر جاگنے کے بعد گھر واپس پہنچا تھا نہا دھو کر ناشتہ کیا تھا اور آرام کرنے لیٹ گیا تھا۔ ابھی اسے نیند نہیں آئی تھی کہ اس کے گھر کے ایک فرد نے اسے آکر اطلاع دی کہ تین بچے اس سے ملنا چاہتے ہیں تین بچوں کا نام سن کر ہی انسپکٹر خادم چونک پڑا تھا ایک لمحے کو تو اس کی سمجھ میں بات نہیں آئی تھی لیکن پھر جب تین کا ہندسہ اس کے سامنے آیا تو جلدی سے اٹھ گیا۔

"کہاں ہیں وہ۔ بلاؤ انہیں۔"

"ڈرائینگ روم میں بٹھایا ہے۔"

ندیم

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

"وہ بھی اب اس شخصیت سے میرا کوئی تو ہے نہیں کہ میں اس سے درخواست کروں کہ خدا کے واسطے جلد ہی سے خود کو میرے حوالے کر دو۔ تلاش ہو رہی ہے اس کی اب دیکھیں کیا نتیجہ نکلتا ہے"

"نتیجہ نکل آیا ہے" جاوید نے جواب دیا اور انسپکٹر خادم چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ کیا مطلب۔ کیا تم لوگ اس کارروائی میں بدستور مصروف ہو"

"کمال کی بات ہے دراصل ہمیں تو کہیں سے چھٹی ہی نہیں ملی تو پھر بھلا ہم اپنے گھر پر کیسے آرام کر سکتے ہیں اسکولوں کی چھٹیاں ابھی آٹھ دس مہینے بعد ہیں۔ چھ دن پہلے ہی تو اسکول کی چھٹیوں سے فارغ ہوئے ہیں۔ چنانچہ ہم انکو آرام نہیں کر سکتے اور جب آرام نہیں کر سکتے تو ظاہر ہے آج کل اس پر اسرار کتے ہی کا مسئلہ ہے بھلا ہم اسے کیسے چھوڑ سکتے ہیں" جاوید نے کہا۔

"جلدی بتاؤ بیٹا۔ تم نے کچھ کیا ہے" انسپکٹر خادم نے سوال کیا۔

"آپ اتنے مضطرب کیوں ہیں انکل"

"اس لئے کہ میں تم لوگوں سے واقف ہوں میں جانتا ہوں کہ تم لوگ کتنے ذہین ہو اگر واقعی تم نے کچھ کارنامہ انجام دیا

"یہیں میرے کمرے میں بلا لاؤ وہ تینوں بہت اچھے بچے ہیں کیا ان میں سے ایک کا نام جاوید دوسرے کا نام اسلم اور تیسرے کا نام ساجد ہے" انسپکٹر خادم نے سوال کیا۔

"نام تو ہم لوگوں نے نہیں پوچھے بس انہوں نے یہی کہا تھا کہ انسپکٹر خادم کو اطلاع دے دی جائے کہ تین بچے ان سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں"

"جاؤ جاؤ بلا لاؤ اور ان کے لیے ذرا اچھی سی چائے وغیرہ کا بندوبست کر دو" انسپکٹر خادم نے کہا اور تھوڑی ہی دیر بعد تینوں بچے اسکی خوابگاہ میں داخل ہو گئے

"ہیلو انکل۔ ہیلو ہیلو" تینوں نے یکے بعد دیگرے کہا انسپکٹر خادم نے مسکراتے ہوئے تینوں سے ہاتھ ملایا تھا۔

"بھئی جاسوس اینڈ کمپنی آجکل کیا کر رہی ہے ملاقات نہیں ہوتی ہماری اس سے"

"انکل پہلے ہم نے آپ کے بارے میں پولیس ہیڈکوارٹر سے معلومات حاصل کی تھی لیکن پتہ چلا کہ آپ آج کل چھٹی پر ہیں بڑی مایوسی ہوئی تھی تو ہم نے سوچا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ ہم سے گھر پر بھی نہ ملیں"

"ہاں بھئی آج کل تو آرام کر رہا ہوں"

"کمال کی بات ہے انکل وہ خوفناک شخصیت انسان یا جانور جو کچھ بھی ہے لاشوں کی بے حرمتی کرتی پھر رہی ہے اور آپ آرام کر رہے ہیں" جاوید نے کہا۔

Scanned and Uploaded By Nadeem
Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

ہے تو مجھے جلدی بتاؤ میں۔ جاننا چاہتا ہوں۔"

"انکل یوں سمجھ لیجئے۔ کہ وہ کتا اب ہماری مٹھی میں ہے۔"

"ایں!" انسپکٹر خادم نے چونک کر جاوید کی مٹھی کی طرف دیکھا اور پھر جھینپ کر دوسری طرف دیکھنے لگا۔

"ہاں۔ انکل ہم نے اس کے بارے میں ساری معلومات حاصل کر لی ہیں۔"

"ہوں اچھا یہ بتاؤ چائے پیو گے یا کوئی ٹھنڈی چیز۔"

"چائے پیئں گے انکل۔ ساجد نے جلدی سے کہا اور جاوید اسے گھور کر دیکھنے لگا۔

"تو ٹھیک ہے میں نے تمہارے لئے چائے منگوائی ہے ہاں اگر تمہارا ارادہ کوئی ٹھنڈی چیز پینے کا ہوتا تو پھر میں وہ طلب کر لیتا۔"

"نہیں انکل چائے ہی صحیح ہے۔" جاوید نے جواب دیا اور تھوڑی دیر کے بعد ان لوگوں کے لیئے چائے کے ساتھ بسکٹ وغیرہ اور دوسری چیزیں بھی آگئیں۔

چنانچہ ان لوگوں نے بے تکلفی سے اس پر حملہ کر دیا انسپکٹر خادم مسکراتی نگاہوں سے انہیں دیکھ رہے تھے اُسے یہ تینوں بے حد پسند تھے اتنی چھوٹی سی عمر میں یہ اتنے بہادر تھے کہ انسپکٹر خادم کو حیرت ہوتی تھی وہ خود بھی ان کے ساتھ چائے میں شریک تھے۔ تھوڑی

دیر کے بعد وہ سب فارغ ہو گئے۔ اور جاوید نے گلا صاف کر کے مسکراتے ہوئے انسپکٹر خادم کی طرف دیکھا اس کی آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی۔

"ہاں بھئی معزز حضرات اب آپ فرمائیے کہ آپ اس سلسلے میں کون سا سنسنی خیز انکشاف کرنا چاہتے ہیں۔"

"باقی تمام گفتگو انکل بڑی سنجیدگی سے ہو گی ہم اخبارات میں ان وارداتوں کے بارے میں پڑھتے رہے ہیں ان وارداتوں کی تفصیلات ہم اپنے ذہن میں نوٹ بھی کرتے رہے ہیں اور ہم نے اس سلسلے میں ایک فیصلہ کیا تھا۔"

"وہ کیا؟" انسپکٹر خادم نے سوال کیا۔

"وہ یہ انکل کہ وہ پراسرار انسان جو ہوٹل امپیریل میں نظر آیا تھا اور جس نے کئی قتل کئے ہیں لاشیں کھانے والی واردات سے بھی منسلک ہے۔"

"کیا۔" انسپکٹر خادم بری طرح چونک پڑا بچے ذہین ضرور تھے لیکن ان کی ذہانت اس قدر ہوگی اسے اس کا اندازہ نہیں تھا خود اس کا بھی اپنا یہی خیال تھا کہ ان دونوں معاملات میں وہی ایک شخص ملوث ہے۔ چند لمحات وہ بچوں کو حیرت سے دیکھتا رہا پھر سنبھل کر بولا۔

"لیکن شاید تم نے یہ پڑھا بھی ہو اخبار میں کہ وہ پراسرار

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

انسان ''انسان تھا اور لاشوں کو قبروں سے نکال کر ان کی بے حرمتی کرنے والا ایک خوفناک قسم کا کتا ہے جو کچھ لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے''

''بالکل ٹھیک اب انکل خادم آپ کی توجہ ہم اس طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں جس طرف ایک اور واقعہ ہوا تھا یعنی آپ کی اپنی نگاہوں کے سامنے ہی یہ سب کچھ ہوا تھا کہ وہ پر اسرار انسان چمکدار لکیروں کی شکل میں تبدیل ہوا اور کسی دوسرے انسان کے جسم میں سرائیت کر کے وہاں سے فرار ہو گیا''

''ہاں وہ واقعہ مجھے یاد ہے۔''

''جب ایک شخص یا کوئی آسیبی چیز ہو وہ انسانی مردہ جسم میں اپنے آپ کو حلول کر کے وہاں سے فرار ہو سکتا ہے تو وہ کیا کتے کے قالب میں نہیں آسکتا'' جاوید نے جواب دیا۔

''اوہ بیٹے بیٹے دل چاہتا ہے تمہیں گلے سے لگا لوں بہت ذہین ہو تم۔ ماشاء اللہ بہت ذہین ہو مجھے بڑی مسرت ہوئی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ بڑے ہو کر تم ایک دن پتہ نہیں کیا بنو گے''

''انکل ان تمام باتوں کو جانے دیجئے آپ یہ بتائیے کہ کیا یہ ممکن ہے''

''سو فیصدی ممکن ہے''

سے وہ انسانی شکل میں برآمد ہوا اور ایک کار میں بیٹھ کر چل پڑا اس کار کا ہم تعاقب تو نہیں کر سکے لیکن دوسرے دن ہم نے پروگرام میں تبدیلی کی اور اس گھر کے اطراف میں چھپ گئے اس کے بعد ہم نے اس کار کا بھی تعاقب کیا اور اس کے دوسرے گھر کا بھی پتہ لگا لیا''

''اوہ۔ اوہ۔ اس کا مقصد ہے۔ کہ وہ شخص وہ شخص میرا مطلب ہے کہ جو کتے کے قالب میں رہتا ہے''

''جی ہاں انکل جب وہ شخص پہلے دن چلا گیا تھا تو ہم نے اندر جا کر دیکھا کتے کی لاش ایک مسہری پر پڑی ہوئی تھی وہ کتا بالکل بے جان تھا ہم نے اس کو لکڑی سے مار پیٹ کر بھی دیکھا لیکن اس کے جسم میں بالکل جان ہی نہیں تھی''

''خدا کی پناہ۔ تم نے بڑے بڑوں کے کان کاٹ لیے ہیں جاوید میاں ساجد اور اسلم میں تم لوگوں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں وہ مکان کہاں ہے۔ مجھے اس کے بارے میں بتاؤ'' انسپکٹر خادم ہانپ رہا تھا۔ یہ انکشاف ان کے لیے حیرت انگیز اور سنسنی خیز تھا۔ بچے اس مکان کے بارے میں تفصیلات بتانے لگے۔ انسپکٹر خادم کی آنکھیں کسی خیال کے تحت چمک رہی تھیں۔ پھر اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''عظیم بچوں۔ تم نے جس طرح میری مدد کی ہے میں

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

اس کے لیئے تمہارا یہ احسان کبھی فراموش نہیں کرسکوں گا بلا شبہ تم نے میری ناک اونچی کردی ہے کاش اب میں اس سلسلے میں کامیاب ہوجاؤں گا تو پھر مزہ آئے گا میں تمہاری مدد چاہتا ہوں۔"

"انکل ہم حاضر ہیں۔ ہماری یہی کوشش ہے کہ شہر سے ان خوفناک وارداتوں کا سلسلہ ختم ہوجائے۔ اور آپ سکون سے رہ سکیں، اور عام شہری بھی محفوظ ہوجائیں بہرطور اللہ مالک ہے ہم اس سلسلے میں آپ کی جو بھی خدمت کرسکتے ہیں اس کے لیئے تیار ہیں۔"

"تم اس مکان تک میری رہنمائی کرو گے میں۔ میں اب تو بہت کچھ کرسکتا ہوں تم دیکھنا اب تو میں بہت کچھ کرسکتا ہوں۔" انسپکٹر خادم نے کہا اور جاوید، ساجد اور اسلم نے اسے اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلایا اس کے بعد وہ لوگ بیٹھ کر ایک پروگرام ترتیب دینے لگے۔

"سوال یہ ہے انکل کہ اس کا مکان معلوم کرنے کے بعد آپ کیا کریں گے؟"

"اسے گرفتار کرلیں گے۔" انسپکٹر خادم نے کہا۔

"اور اگر اس نے فرار ہونے کی کوشش کی تو۔؟"

"بھئی اس کے لیئے منصوبہ بندی کرنی ہوگی۔ ایسے ہی

تو ہم اس پر ہاتھ نہیں ڈال سکیں گے۔"

بس وہ نکلنا نہیں چاہیئے۔ ورنہ اسے دوبارہ تلاش کرنا آسان کام نہیں ہوگا۔ جاوید نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"میں جانتا ہوں جاوید میاں۔ تم بے فکر رہو۔" انسپکٹر خادم نے کہا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد یہ تینوں وہاں سے واپس چل پڑے۔

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

انسپکٹر خادم کو اِن بچوں پر مکمل اعتماد تھا۔ اِس سے قبل وہ شیلی شیورلیٹ کے معاملہ میں بھی انہیں پرکھ چکا تھا بہر حال اِسے یقین تھا کہ بچوں نے جو کچھ کہا ہے سچ کہا ہوگا۔

چنانچہ اِس نے اس مکان پر چھاپہ مارنے کی تیاریاں مکمل کر لیں۔ اِس سلسلے میں اِس نے اپنے ساتھ آٹھ پولیس والوں کو ساتھ لیا تھا۔ پھر وہ سب ایک جیپ میں بیٹھ کر چل پڑے پتہ انسپکٹر خادم کو معلوم تھا۔ چنانچہ۔ پی، اے شاہ کے مکان پر پہنچ کر اِس نے مکان کے گرد گھیرا ڈال لیا۔ اور پھر مکان کے دروازے پر دستک دی۔ چند منٹ کے بعد دروازہ کھل گیا۔ یہ ایک بوڑھی عورت تھی جو نوکرانیوں کا سا لباس پہنے ہوئے

تھی۔ پولیس کو دیکھ کر وہ گھبرا گئی۔

"تمہارے مالک گھر میں ہیں ؟"

"ہیں سرکار" وہ لرز کر بولی۔

"کیا کر رہے ہیں ؟"

"سو رہے ہیں"

"اور کون ہے گھر میں ؟"

"مالکن ہیں سرکار"

"وہ کیا کر رہی ہیں ؟"

"گھر کے کام کر رہی ہیں"

"ہٹو راستے سے" انسپکٹر خادم نے کہا اور ملازمہ کو ہٹا کر اندر داخل ہو گیا۔ سامنے ہی برآمدے میں اسے ایک عورت نظر آئی جو حیران نگاہوں سے انسپکٹر خادم کو دیکھ رہی تھی۔

"تم۔ پی اے شاہ کی بیوی ہو"

"ہاں"

"تمہارے شوہر سو رہے ہیں"

"جی ہاں"

"انہیں جگا دو ان سے کہو پولیس آئی ہے"

"وہ رات بھر کے جاگے ہوئے ہیں۔ ابھی" عورت ایک دم رک گئی۔

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

"رات بھر کے جاگے ہوئے ہیں۔ کیا کرتے ہیں وہ رات بھر؟"

"مجھے نہیں معلوم۔"

"مجھے ان کا کمرہ بتا دو۔" انسپکٹر خادم نے کہا۔ اور عورت اس کے ساتھ چل پڑی۔

انسپکٹر خادم کمرے میں گھس گیا تھا۔ مسہری پر کوئی سویا ہوا تھا۔ انسپکٹر خادم نے آگے بڑھ کر پستول کی نال اس کے سینے پر رکھ دی اور کرجدار آواز میں بولا "اٹھو۔ تمہاری ہنگامہ خیزیوں کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ میں تمہیں گرفتار کرتا ہوں۔"

سونے والا جلدی سے اٹھ گیا۔ پولیس کو دیکھ کر اس کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا تھا لیکن پھر اس نے فوراً خود کو سنبھال لیا۔

"کیا بات ہے انسپکٹر؟"

"تم پی کے شاہ ہو؟"

"ہاں۔"

"اور اے پی لوکر کون ہے؟"

"مجھے کیا معلوم۔"

"بکواس مت کرو۔ ابھی پولیس اسٹیشن چل کر میں تم سے سب کچھ اگلوا لوں گا۔" انسپکٹر خادم نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ ظلم ہے۔ آخر میں نے کیا کیا ہے۔ آپ مجھے کس جرم میں گرفتار کر رہے ہیں۔ میں ایک شریف آدمی ہوں۔"

"رات کو تم کہاں بھٹکتے؟"

"میں۔ میں سڑکوں پر آوارہ گردی کرتا ہوں۔ بیمار ہوں بہت دن سے رات کو مجھے نیند نہیں آتی۔"

"آوارہ گردی کرتے ہو یا قبرستان میں داخل ہو کر لاشیں کھاتے ہو؟"

"توبہ توبہ آپ کیسی گھناؤنی باتیں کر رہے ہیں انسپکٹر۔ آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ میں لاشیں کھاتا ہوں۔"

"اب تو انسپکٹر کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔ واقعی اس کے پاس کوئی ثبوت نہیں تھا۔ اسے احساس ہو گیا کہ جوش میں آکر اس نے بڑی حماقت کی ہے۔"

ندیم

"بتائیے انسپکٹر صاحب آپ کے پاس کیا ثبوت ہے؟"

"بہت سے ثبوت ہیں میرے پاس۔ تم خود اعتراف کر لو۔"

"آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے انسپکٹر صاحب۔"

"ہوں اگر یہ بات ہے تو میں اس فون کرنے والے کو تلاش کر کے بہت بڑی سزا دوں گا۔"

"کس نے فون کیا تھا آپ کو؟"

"اس کا نام جمیل احمد تھا۔" انسپکٹر نے بات بنائی۔

"کیا کہا تھا اس نے؟"

"یہی کہ پولیس کو جس مردہ خور کی تلاش ہے وہ اس گھر میں

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

رہتا ہے۔"

"ضرور کسی نے مجھ سے دشمنی کی ہے انسپکٹر صاحب۔ میں تو ایک شریف اور بیمار آدمی ہوں۔"

"معافی چاہتا ہوں مسٹر شاہ۔ میں اس فون کرنے والے کو تلاش کر کے سزا دوں گا۔ اب اجازت دیں۔"

"کوئی بات نہیں ہے۔" اس نے کہا۔ اور انسپکٹر خادم وہاں سے واپس چل پڑا۔ اب اسے بھی شبہ ہو گیا تھا کہ بچوں کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔ وہ تو خیر ہو گئی ورنہ مصیبت ہی آجاتی۔

انسپکٹر خادم ابھی اس ناکامی سے بڑا مایوس ہوا تھا اسے اس بات کی امید نہیں تھی کہ وہ خطرناک آدمی اس طرح اسے بے وقوف بنا کر واپس بھیج دے گا۔ درحقیقت یہ بات تو بالکل سچ تھی کہ وہ اس کے خلاف کوئی ثبوت نہیں رکھتا تھا۔ اور بغیر ثبوت کے کسی کو گرفتار کرنا پولیس کے لئے بھی ممکن نہیں تھا۔ اس خوفناک انسان نے کتنی آسانی سے کہہ دیا تھا کہ اس کا ان وارداتوں سے کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ سچی بات بھی تھی کہ انسپکٹر خادم کے لئے اس بات کا ثابت کرنا بے حد مشکل کام تھا۔

بھلا وہ کیسے کہہ سکتا تھا کہ وہی شخص ان خوفناک وارداتوں کا ذمہ دار ہے لیکن بات اس کی سمجھ میں بھی نہیں آرہی تھی یہ آدمی تو باقاعدہ انسانی خدوخال رکھتا تھا جب کہ باقی دوسرے تمام لوگ

یہ اچھی طرح جانتے تھے کہ وہ صرف کپڑے کی پٹیوں سے بنا ہوا انسان ہوتا ہے۔ اور اس کے ہاتھ پاؤں وغیرہ نہیں ہوتے۔

اب اگر انسپکٹر خادم یہ کرتا کہ اسے گرفتار کر کے اس کے بدن میں پٹیاں تلاش کرتا تو یہ بھی ممکن نہیں تھا لوگ اسے پاگل تصور کرتے اور اس کے بعد تو اس کی مصیبت ہی آجاتی پولیس کمشنر قربان علی صاحب ویسے ہی اس سے بدظن ہو چکے تھے اور اس کے بارے میں کوئی اچھی رائے نہیں رکھتے تھے

ان حالات نے انسپکٹر خادم کو کافی پریشان کر دیا اور اب اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں تھا۔ کہ وہ دوبارہ جاوید وغیرہ سے رابطہ قائم کرے چنانچہ ایک پبلک ٹیلی فون بوتھ سے اس نے جاوید کے گھر فون کیا فون ایک ملازم نے ریسیو کیا تھا۔

"ہیلو کون بول رہا ہے۔"

"آپ کو کس سے بات کرنا ہے جناب۔" ملازم نے ادب سے پوچھا۔

"جاوید میاں موجود ہیں؟"

"جی ہاں ہیں۔"

"ان سے کہو کہ ان کے چچا نے فون کیا ہے۔"

"جاوید میاں کے چچا جان۔"

"جی ہاں جاوید میاں کے چچا جان۔"

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

"اچھا صاحب میں کہے دیتا ہوں۔" تھوڑی دیر کے بعد جاوید فون پر تھا۔

"ہیلو انکل۔ میں سمجھ گیا آپ کون ہیں" اس نے جواب دیا۔

"بھئی جاوید میاں فوری طور پر تم سے ملاقات کرنا ضروری ہے۔"

"تو پھر فرمایئے۔ کہاں حاضر ہو جاؤں؟"

"اپنی ٹیم کے ساتھ فراز ہوٹل میں پہنچ جاؤ میں فراز کے ہال میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔"

"ہم پہنچ رہے ہیں۔" جاوید نے جواب دیا۔

"کتنی دیر میں پہنچ جاؤ گے۔"

"بس چچا جان آدھے گھنٹے کے اندر اندر۔"

"تو ٹھیک ہے میں فراز میں تمہارا انتظار کروں گا۔" انسپکٹر خادم نے کہا اور فون بند کر کے باہر نکل آیا۔

تھوڑی دیر کے بعد اس کی کار ہوٹل فراز کی جانب جا رہی تھی۔ فراز میں بیٹھ کر ابھی اس نے کچھ ہی لمحے گزارے تھے کہ اس نے جاوید، اسلم اور ساجد کو اندر داخل ہوتے ہوئے دیکھا تینوں بچے اس کے قریب آئے اور ادب سے اسے سلام کیا اور پھر اس کے قریب کی کرسیاں گھسیٹ کر بیٹھ گئے۔

"جی چچا جان خیریت ہے۔ کیا۔ کیا آپ نے اس سلسلے میں۔"

"بھئی جاوید میاں بڑی گڑبڑ ہو گئی میں نے بی اے شاہ کے مکان پر چھاپا مارا تھا۔" انسپکٹر خادم نے بتایا۔

"اوہ۔ تو پھر کیا آپ نے اسے گرفتار کر لیا۔"

"نہیں بھئی الٹا اس نے مجھے چکر میں پھنسا دیا۔"

"اوہ۔ وہ کیسے؟" جاوید نے تعجب سے پوچھا اور انسپکٹر خادم اسے تفصیل بتانے لگا۔ تینوں بچے یہ سن کر سوچ میں ڈوب گئے تھے پھر جاوید نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں واقعی۔ یہ تو ہم نے سوچا بھی نہیں تھا اس کے خلاف ہم ثبوت کہاں سے مہیا کریں گے بات تو سچ ہے اسے اس طرح گرفتار کرنے کا تو کوئی جواز نہیں ہے ہمارے پاس۔"

"ہاں جاوید میاں۔ وہ تو خیر ہو گئی کہ اس نے کچھ زیادہ گڑبڑ نہیں کی۔ اگر وہ بگڑ جاتا اور میری شکایت پولیس کمشنر سے کر دیتا تو پھر میرے لئے مزید مشکلات پیدا ہو جاتیں آج کل ویسے ہی پولیس کمشنر صاحب مجھ سے ناراض ہیں۔"

"کیوں ناراض ہیں؟" جاوید نے سوال کیا۔

"بس بھئی یہ ہی خوفناک انسان والا کیس جو میں ابھی تک حل نہیں کر سکا ہوں۔"

"تو یہ تو کوئی بات نہیں ہوئی کیا خوفناک انسان تیار بیٹھا تھا کہ آپ اس کیس میں ہاتھ ڈالیں اور وہ اپنے آپ کو آپ کے سامنے

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

پیش کر دے۔

"بس پولیس کے بارے میں لوگ یہ نہیں سوچتے کہ پولیس بھی آخر انسان ہی ہے"

"ہاں۔ یہ تو ٹھیک ہے مگر اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اب اسے چکر میں پھانسنے کے لئے کیا کیا جائے"

"یہی مشورہ کرنے کے لئے میں نے تم لوگوں کو یہاں بلایا ہے"

"ہوں۔ تو پھر چائے وغیرہ پلوایئے ہم لوگ سوچیں"

جاوید نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ معاف کرنا میں نے ابھی تک تمہارے لئے چائے وغیرہ نہیں منگوائی" انسپکٹر خادم نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر انھوں نے ایک ویٹر کو چائے لانے کے لئے کہا چائے پیتے ہوئے جاوید کسی گہری سوچ میں ڈوبا رہا دفعتاً وہ اچھل پڑا۔

"چچا جان۔ ایک ترکیب ذہن میں آئی ہے"

"وہ کیا؟"

"بس چچا جان میرا خیال ہے اس کے بعد وہ اپنی زندگی کا آخری کام ہی انجام دے گا کیا خیال ہے آپ کا؟"

"بھئی ترکیب کا کچھ پتہ چلے تو میں تمہیں جواب دوں"

"چچا جان ہم اس کے خلاف ایک ایسی کاروائی عمل میں لا رہے ہیں۔ جس کے بعد اس کا چت ہونا یقینی ہے۔"

"بھئی بڑا وا تو بھی آخر وہ کون سی کاروائی ہے" انسپکٹر خادم نے بے چینی سے پوچھا جاوید کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیل رہی تھی پھر اس نے آہستہ سے گردن ہلا کر کہا۔

"کیوں نہ اس کا ستیاناس مار دیں میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ میں نے اس مکان کے بارے میں پتہ لگا لیا ہے جہاں پہنچنے کے بعد وہ کتے کا روپ دھار کر قبرستان کا رخ کرتا ہے"

"ہاں۔ تم نے بتایا ہے مجھے"

"میں نے یہ بھی بتایا تھا کہ وہاں کتے کی لاش موجود ہوتی ہے" "بتایا تھا بھئی آگے کہو"

"کیوں نہ ہم کتے کی وہ لاش غائب کر دیں"

"ایں۔" انسپکٹر خادم چونک پڑا۔

"ہاں۔ کم از کم پھر وہ کتے کے روپ میں تو قبرستان نہیں جائے گا۔ اگر کسی طرح ہم نے اس کتے کو مار دیا گرفتار کر بھی لیا تو کوئی کبھی بھی ثابت نہیں کر سکے گا کہ یہ وہ شخص تھا بلکہ کتا ختم ہو جائے گا اور وہ اس کے قالب میں سے نکل کر پھر اپنے قالب میں آ جائے گا۔ چنانچہ آج ہم کتے کی لاش کو غائب کر دیتے ہیں اس کے بعد اسے مجبوراً اپنے ہی بدن میں قبرستان کا رخ کرنا

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

پڑے گا۔ اور ہم اس کا پیچھا کر کے اسے گرفتار کر لیں۔"

"مگر وہ خطرناک انسان۔"

"بس چچا جان یہ ذمہ داری آپ مجھ پر چھوڑ دیجئے آخر وہ سمجھتا کیا ہے خود کو ہمارے چچا جان کی بے عزتی کر کے وہ زندہ رہ سکتا ہے" جاوید نے پرجوش لہجے میں کہا۔

"بھئی مجھے تمہاری ذہانت پر تو کوئی شک و شبہ نہیں لیکن سوچ لو یہ کام اتنا آسان نہیں ہوگا۔"

"آسان نہیں ہوگا چچا جان تو اسے آسان بنا دیا جائے گا آپ یہ ساری باتیں ہم پر چھوڑ دیجئے ہم آج اس سلسلے میں کارروائی کیے لیتے ہیں اور آپ رات کے لئے تیار رہیئے میں آپ کو شام کو چھ بجے ٹیلی فون کر کے بتاؤں گا کہ ہمیں کس وقت کیا کرنا ہے۔"
جاوید نے جواب دیا اور انسپکٹر خادم پرخیال انداز میں اسے دیکھنے لگا۔

جاوید نے ایک اہم ذمہ داری قبول کی تھی۔ انسپکٹر خادم کی پریشانی کا اسے پورا احساس تھا۔ چنانچہ یہاں سے ان لوگوں نے بازار کا رخ کیا تھا۔ بودم نے جاوید کے اشارے پر کار روک دی۔

"کیوں۔ یہاں سے کیا خریدو گے۔"

"کچھ ضروری چیزیں۔" جاوید نے کہا۔ "تم لوگ بیٹھو میں ابھی آتا ہوں" وہ اتر کر ایک طرف چلا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ دو پیکٹ لے کر واپس آ گیا جو احتیاط سے پیک کئے گئے تھے

"ان میں کیا ہے؟"

"اس خوفناک انسان کی گرفتاری کے لئے جال۔" جاوید نے

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

جواب دیا۔ اسلم اور ساجد خاموش ہو گئے تھے۔ کار ایک بار پھر آگے بڑھ گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد جاوید نے بودم سے کہا۔

"بودم۔ یوں لگتا ہے جیسے آج پھر تمہاری کمائی ہونے والی ہے۔"

"ہو ہو ہو۔ یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے جناب۔ مجھے کیا کرنا ہے۔"

"آج کا کام ذرا مختلف ہے۔"

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔"

"تو پھر اسی مکان کی طرف چلو جس پر ہم اس رات گئے تھے۔ جہاں تم ایک اور مکان کی آڑ میں رہے تھے۔"

"ٹھیک ہے صاحب۔ سمجھ گیا۔" بودم نے کہا اور کار کا رخ بدل دیا۔

"آج کا کام کل پر نہیں چھوڑنا چاہیے ساجد۔ مجھے یقین ہے کہ وہ شخص دن کی روشنی میں اس مکان میں نہیں جاتا ہوگا۔ چنانچہ کیوں نہ ہم کتے کی لاش اسی وقت غائب کر دیں۔"

"اوہ۔ مگر اس کا کریں گے کیا؟" اسلم نے پوچھا۔

"بھائی بودم کس کام آئیں گے۔" جاوید نے کہا۔

"میں نہیں سمجھا صاحب۔" بودم نے کہا۔

"پچاس روپے نقد اس بات کے کہ تم ہمارے اس کام کے بارے میں کسی کو بتاؤ گے نہیں اور سو روپے اس بات کے کہ دو ایک دن تک تم اپنے کوارٹر میں ایک کتے کی لاش چھپائے رکھو گے۔"

"کک کتے کی لاش؟" بودم ہکلا کر بولا۔

"کل ملا کر ہوئے ڈیڑھ سو روپے۔"

"ڈ ڈ۔ ڈیڑھ سو روپے۔" بودم کا منہ خوشی سے کھل گیا۔

"منہ بند کر لو پہلے ورنہ کوئی گاڑی اسے سرنگ سمجھ کر اس میں گھس جائے گی۔"

جاوید نے کہا اور بودم نے جلدی سے منہ بند کر لیا۔

"اب کہو کیا خیال ہے۔"

"ٹھیک ہے صاحب۔ مگر۔"

"کتے کی لاش دیوار سے اندر پھینک دیں گے اس جگہ تمہارا کوارٹر ہے۔ تم اسے اٹھا کر اندر لے جانا۔ اور اسے چھپا دینا۔"

"اور پیسے۔" بودم نے سوال کیا۔

"یہ رہے۔" جاوید نے جیب سے ڈیڑھ سو روپے نکال کر بودم کے سامنے کر دیئے اور اس نے جلدی سے نوٹ لے لیے۔

تھوڑی دیر کے بعد وہ مکان کے پاس پہنچ گئے تھے۔ آج کار مکان کے بالکل سامنے روک دی گئی تھی وہ اس وقت ہر خطرہ مول لینے کے لیے تیار تھے۔ چنانچہ آج بودم کو بھی ساتھ رکھا گیا۔

یہ خطرہ بھی موجود تھا کہ ممکن ہے وہ پراسرار وجود اندر موجود ہو۔ بچے چونکہ پہلے بھی یہ مکان اندر سے دیکھ چکے تھے اس لیے انہیں اندر داخل ہونے میں کوئی دقت نہیں ہوئی۔

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

یہ ان کی خوش قسمتی تھی کہ انہیں کوئی مشکل پیش نہیں آئی۔ اور وہ اس کمرے میں داخل ہو گئے جہاں ان کے خیال کے مطابق کتے کی لاش موجود ہونی چاہیئے تھی۔

اور ان کا خیال غلط نہیں نکلا۔ کتا اسی طرح مسہری پر سو رہا تھا۔

"مارے باپ رے۔ اتنا بڑا کتا۔" بودم خوفزدہ لہجے میں بولا

"ڈرو مت۔ یہ زندہ نہیں ہے۔"

"آپ کو یقین ہے جناب۔"

"یقین کے بچے اب جلدی کرو۔ اس لاش کو اٹھاؤ اور باہر لے چلو۔ چلو جلدی کرو۔"

"ٹھیک ہے صاحب۔" بودم نے کہا۔ اور پھر اس نے آگے بڑھ کر کتے کی لاش کو اٹھا لیا۔ اگر بودم کو پتہ چل جاتا کہ یہ وہ پراسرار کتا ہے جو قبریں کھود کر لاشیں کھا لیتا ہے تو شاید اس کا دم ہی نکل جاتا۔

بہرحال وہ کتے کو لے کر باہر آ گئے۔ اور پھر اسے کار کی ڈکی میں ڈال دیا گیا۔ دفعتاً جاوید کو کچھ خیال آیا اور ایک بار پھر وہ اندر داخل ہو گیا۔ اس بار وہ اس میز کی دراز سے کتاب بھی نکال لایا تھا۔

اس کے بعد وہ لوگ گاڑی میں بیٹھ کر واپس چل پڑے۔ اب کتے کی لاش کو احتیاط سے بودم کے کوارٹر میں پہنچانا تھا اس

طرح کہ چوکیدار نہ دیکھ سکے۔ لیکن اس کام میں بھی انہیں کوئی مشکل پیش نہ آئی۔ اس سلسلے میں ساجد کو یہ ذمہ داری سونپی گئی کہ وہ محمود علی کی کوٹھی سے کچھ پہلے اتر جائے اور چوکیدار کو باتوں میں لگا لے۔ اس طرح یہ لوگ اپنا کام کر لیں۔

ساجد نے ایسا ہی کیا۔

"کل چاچا کیسے حال ہیں؟"

"خو پٹھان کا حال ٹھیک ہے تم بولو ساجد صاحب۔"

"خان صاحب۔ آپ نے کبھی کتے کی لاش دیکھی ہے۔" ساجد نے کہا۔

"خو کیوں نہیں دیکھی۔ سڑک پر بہت نظر آتی ہے۔"

"میں نے نہیں دیکھی۔"

"خو کیا کرے گی دیکھ کے۔ کوئی اچھی چیز نہیں ہوتی۔"

"میں نے سنا ہے بڑی خوبصورت ہوتی ہے۔"

"پتہ نہیں تم کیا بولتی ہے۔ امارا سمجھ میں نہیں آتا۔"

"میں بولتی نہیں بولتا ہوں خان صاحب۔"

"چپہ وہی وہی۔ کہو ہمارے سے کیا کام ہے۔"

"جاوید گھر میں موجود ہے۔"

"نہیں باہر گئی ہے۔"

"گیا ہے خان صاحب۔ گیا ہے کہاں۔"

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

"وجہ وہی وہی۔ وہ کار میں گئی ہے۔"

"پھر گئی ہے۔ گیا ہے خان صاحب۔"

"وجہ وہی وہی" خان صاحب نے کہا۔ اور پھر چونک کر بولے "لو وہ آ گئی ہے" جاوید کی کار واپس آتی دکھائی دی تھی۔

"آ گئی نہیں آ گیا" ساجد بولا۔

"وجہ وہی" خان صاحب نے کہا۔ اور پھر غصے سے ساجد کو گھورنے لگے "یار ہم ایسے ہی بولتے ہیں"

"اچھا آپ کی مرضی" ساجد نے کہا۔ اس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ جاوید اپنا کام کر چکا ہے۔ کار قریب آئی تو ساجد اس میں بیٹھ گیا۔ اور سب اندر چلے گئے۔ اور پھر جاوید کے کمرے میں آخری میٹنگ ہونے لگی۔

شام کو انسپکٹر خادم کا فون آیا۔

"ہیلو انکل۔ ہم آپ کے فون کا انتظار کر رہے تھے۔"

"ہاں بھئی کیا پروگرام ہے۔"

"لاش غائب کر دی گئی ہے انکل۔ آپ نے گرفتاری کی تیاریاں مکمل کر لی ہیں۔"

"غائب کر دی لاش تم لوگوں نے؟"

"جی انکل۔"

"کمال ہے۔ اچھا تھوڑی دیر کے بعد مجھے فراز میں ملو۔"

"وہ جائے پکی انکل۔"

"بالکل پکی" خادم نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بس ہم پہنچ رہے ہیں" جاوید نے جواب دیا اور فون بند کر دیا۔

پی کے شاہ مکان میں داخل ہو گیا اس کے چہرے پر کچھ پریشانی کے آثار نظر آ رہے تھے۔ آج انسپکٹر خادم کا اس کے گھر پہنچ جانا اس کے لئے بڑی حیرت انگیز بات تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر انسپکٹر خادم کو اس کے گھر کا پتہ کیسے معلوم ہو گیا بہر طور اس نے تمام خطرات مول لینے کا فیصلہ کیا اور حسبِ معمول اپنی اس رہائش گاہ کی طرف چل پڑا۔ جو اس نے الگ سے بنا رکھی تھی تھوڑی دیر کے بعد اس کی کار معمول کے مطابق اس کے مکان میں داخل ہو گئی۔ کار بند کر کے وہ اندر پہنچا جہاں کتے کی لاش پڑی رہتی تھی۔ دفعتاً وہ بری طرح اچھل پڑا۔ لاش وہاں موجود نہیں تھی۔

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

"اسے یہ گرلیسی کہاں گیا۔" اس نے خوفزدہ لہجے میں کہا اور پھر وہ پاگلوں کی طرح ایک ایک کمرہ میں لاش تلاش کرنے لگا لیکن لاش کا کہیں پتہ نہیں تھا۔ اب تو اس کے اندر بڑی بے چینی پیدا ہو گئی تھی وہ پریشان نگاہوں سے چاروں طرف دیکھ رہا تھا پھر وہ گھبرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"یوں لگتا ہے جیسے اب میرا راز فاش ہو گیا ہے۔ اب اس شہر میں میرا گزارہ ممکن نہیں ہے۔ خیر کوئی بات نہیں ہے آج اپنا کام کر لوں کل اپنی بیوی کو لے کر یہاں سے کسی دوسرے شہر نکل جاؤں گا۔ اب مردہ لاش کھائے بغیر میری زندگی ممکن نہیں ہے۔ آہ۔ میں ایک بہت بڑے جنجال میں گرفتار ہو چکا ہوں۔" وہ اسی جگہ سے باہر نکل آیا اور کار وہیں چھوڑ کر ایک طرف چل پڑا وہ سب سے قریبی قبرستان کی طرف جا رہا تھا لیکن اسے معلوم نہیں تھا کہ کچھ خفیہ نگاہیں اس کا تعاقب کر رہی ہیں تھوڑی دیر کے بعد وہ ایک قبرستان کے پاس پہنچ گیا۔ قبرستان میں داخل ہونے میں اسے بڑی احتیاط سے کام لینا پڑا تھا کیوں کہ قبرستان کے باہر پولیس والے موجود تھے۔ وہ جانتا تھا کہ پولیس والے خوف و دہشت کی وجہ سے قبرستان کے اندر نہیں ہوتے لیکن باہر وہ ضرور موجود ہوتے ہیں ویسے بھی رات کافی گزر چکی تھی۔

بہر طور وہ احاطے میں داخل ہونے کے بعد بلی کی طرح دبے قدموں چلتا ہوا قبروں کو دیکھتا پھر رہا تھا۔ تازہ قبریں وہ زیادہ پسند کرتا تھا کیوں کہ انہیں کھودنے میں دقت نہیں ہوتی تھی۔ اور پھر تازہ قبروں میں ہی انسانی لاشیں ملتی تھیں جن پر تھوڑا بہت گوشت موجود ہوتا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ ایک قبر کے نزدیک پہنچ گیا اور اس کے منہ سے خوشی کی آواز نکلی۔

"آہ۔ یہ قبر بالکل ٹھیک ہے۔ اسی سے اپنا کام چلا سکتا ہوں"

اس نے قبر کھودنا شروع کر دی جب وہ کتے کے بدن میں ہوتا تھا تو اس کے اندر بڑی پھرتی اور طاقت ہوتی تھی لیکن آج اسے اپنے ہاتھوں سے قبر کھودنی پڑی۔ ہی تھی اور تب میں اسے خاصی مشکلات پیش آ رہی تھیں پھر اس نے کسی نہ کسی طرح قبر کھود دی پتھر ہٹائے اور لاش کو باہر کھینچ لیا۔

لاش کو باہر نکال لینے کے بعد اس نے ادھر ادھر دیکھا اور اس کے بعد اس کی چیر پھاڑ کرنے لگا۔ آج اسے اس کام میں کافی مشکل پیش آ رہی تھی اس کے دانت اتنے تیز اور چمکیلے نہیں تھے کہ وہ آرام سے لاش کو ادھیڑ سکتا پھر اس نے لاش کے سینے میں اپنے دانت گڑھا دیئے اور اس کا گوشت ادھیڑنے لگا دفعتاً اس پر روشنی کے دو تین جھماکے پڑے اور وہ اچھل پڑا۔ وہ دہشت زدہ نگاہوں سے چاروں طرف دیکھ رہا تھا اور

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

روشنیاں مسلسل اس پر پڑ رہی تھیں یوں لگتا تھا جیسے اس کے فوٹو کھینچے جا رہے ہوں۔ اب تو وہ بڑا گھبرایا اسے یقین ہو گیا کہ آج اس کا کام تمام ہو گیا ہے۔

دوسرے لمحے وہ اچھل کر بھاگا لیکن اچھل کر اس نے دوسری جگہ پیر رکھا ہی تھا کہ دفعتاً اس کے پیر کے نیچے کوئی چیز زور دار دھماکے کے ساتھ پھٹی اور وہ اچھل کر نیچے گر پڑا جب وہ نیچے گرا تو اس کی کمر کے نیچے بھی کوئی ایسی ہی چیز پھٹی اور اس کے بدن میں کئی جگہ زخم آ گئے۔ اب تو یہ کیفیت تھی کہ وہ جہاں بھی گرتا ایک پٹاخہ اس کے بدن کے نیچے آ جاتا اور ایک دھماکہ کے ساتھ پھٹ جاتا۔

دراصل یہ کارروائی جاوید نے کی تھی بازار سے اس نے جو پیکٹ خریدے تھے وہ آتش بازی کے تھے۔ اس نے آج اس خوفناک انسان کی گرفتاری کے لیئے مکمل بندوبست کر لیا تھا دھماکے ہوتے رہے اور وہ اچھل اچھل کر ایک طرف سے دوسری طرف گرتا رہا اس کے حلق سے طرح طرح کی آوازیں نکل رہی تھیں۔ دفعتاً اسے بہت سارے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور پھر بے شمار افراد اس کے سر پر پہنچ گئے وہ کسی خونخوار درندے کی طرح غرا رہا تھا لیکن اب ان لوگوں کے چنگل سے نکلنا اس کے بس کی بات نہیں تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد اُسے

رسیوں میں بری طرح جکڑ لیا تھا۔ وہ خوفناک انسان گرفتار ہو گیا تھا جو لاشیں کھاتا تھا۔ اور اب اس کے خلاف بے شمار ثبوت موجود تھے وہ تصویریں جس میں اسے لاش کھاتے ہوئے قید کر لیا گیا تھا اب وہ ان تصویروں کے خلاف کوئی عذر نہیں کر سکتا تھا انسپکٹر نادم نے تینوں بچوں کو سینے سے لگا لیا۔ پٹاخوں کے بارے میں خود اسے بھی معلوم نہیں تھا اس نے جاوید سے بھاری آواز میں کہا۔

"جاوید میاں۔ تمہاری اس مدد کو میں زندگی بھر فراموش نہیں کر سکوں گا۔ درحقیقت یہ چالاک و پھرتیلا انسان ہمارے چنگل سے نکل سکتا تھا۔ لیکن پٹاخوں نے اسے بے بس کر دیا۔"

"جاسوس اینڈ کمپنی ہمیشہ آپ کی خدمت کے لیئے حاضر ہے انکل جب بھی مناسب سمجھیں اُسے یاد فرما لیں۔" جاوید نے گردن خم کر کے جواب دیا اور تھوڑی دیر کے بعد یہ لوگ اس خوفناک انسان کو لے کر چل پڑے وہ غرا رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں وحشت تھی بدن پر غلیظ دھبے لگے ہوئے تھے لیکن اب وہ رنگے ہاتھوں گرفتار ہو چکا تھا۔

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

Scanned and Uploaded By Nadeem

پورے شہر میں ہنگامہ ہوگیا تھا اس مردہ خور کو دیکھنے کیلئے لوگ ٹوٹ پڑے تھے۔ پولیس کو بار بار لاٹھی چارج کرنا پڑا تھا بہر حال خوفناک انسان یا بابر امر گرفتار ہو چکا تھا۔ اس شخص نے اپنا بیان پولیس کو دے دیا تھا اس نے اعتراف کر لیا تھا کہ وہی یہ وارداتیں کرتا تھا۔

اسنے بتایا میرا نام اے بی پوکر ہے میں ایک سائنسدان کا اسسٹنٹ تھا اس سائنسدان کی ایک خفیہ لیبارٹری تھی جہاں وہ ایسے تجربات کر رہا تھا جنکے مدد سے انسان دوسرے کو نظر نہیں آتا۔ اسطرح اسکا خیال تھا کہ وہ نگاہوں سے اوجھل ہو کر بینکوں میں ڈاکہ ڈالیگا۔ اسنے دھوکے سے مجھے اپنے تجربہ کا شکار بنا ڈالا اور میرے بدن کا سارا گوشت گھل گیا مجھے اس تجربہ کے بارے میں کوئی پتہ نہیں تھا جب میری یہ کیفیت ہوگئی تو اسنے مجھے مجبور کیا کہ میں انکا کام کروں لیکن مجھے تو غصہ تھا میں نے اسے قتل کر دیا یہاں سے مجھے

ایک کتاب ملی جسمیں اپنے فارمولے لکھے ہوئے تھے جن سے میں دوبارہ اپنی اصلی شکل میں آسکتا تھا چنانچہ میں نے ان پر عمل شروع کر دیا۔ مردہ انسانوں کا گوشت اس سلسلے میں کارآمد تھا پھر میں نے ایک کتے کا بدن حاصل کر لیا۔ یہ ایک ڈاکٹر کا کتا گرے تھا اسطرح مجھے آسانی ہوگئی مردہ گوشت کھانے سے میرے بدن کا گوشت واپس آگیا اور میں ٹھیک ہوگیا لیکن اب ایک اور آفت آگئی مردہ گوشت کھائے بغیر میری زندگی مشکل ہوگئی اب مردہ گوشت ہی مجھے زندہ رکھ سکتا ہے۔ اور اس کے لیئے میں نے یہ چکر چلایا ہے۔"

سارا معمہ حل ہوگیا تھا کتے کی لاش اور کتاب وغیرہ انسپکٹر خادم کے حوالے کر دی گئی تھی۔ اس خوفناک انسان پر مقدمہ چلا لیکن سزا کی نوبت ہی نہ آئی۔ جیل خانے میں اسے مردہ گوشت کہاں سے ملتا چنانچہ تیسرے دن ہی جیل خانے سے اسکی لاش برآمد ہوئی تھی۔

پولیس کمشنر قربان علی نے انسپکٹر خادم کو اس خوفناک انسان کے خاتمے پر گولڈ میڈل دیا تھا۔ اور اس تقریب میں جاسوس اینڈ کمپنی بھی شامل تھی۔ انسپکٹر خادم نے تینوں دوستوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

"یہ کامیابی مجھے تمہاری وجہ سے نصیب ہوئی ہے ننھے دوستو!"

"اس کے بدلے آپ ہمیں کیا دیں گے انکل!"

"جو چاہو"

"وعدہ"

"ہاں وعدہ"

"تو پھر آپ جو کیس بھی آپکو ملے ہیں اسمیں شامل رکھیں یہی ہمارا انعام ہوگا اور ہمارے والدین کو اس بارے میں کبھی نہ بتائیں۔ جاوید بولا پھر انسپکٹر خادم کا قہقہہ گونج اٹھا تھا۔

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk